ماہنامہ

# التبلیغ

راولپنڈی

جلد 22 شمارہ 05 دسمبر 2024ء - جمادی الاولیٰ 1446ھ

جلد 22 شمارہ 05

دسمبر 2024ء - جمادی الاولیٰ 1446ھ


# ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ


مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود — مولانا محمد ریحان



فی شمارہ.................. 50 روپے

سالانہ.................. 500 روپے

**خط وکتابت کا پتہ**

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

**پبلشرز**

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686


مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 500 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ”التبلیغ“ حاصل کیجئے

**ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں**

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا


برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچٹرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

# ترتیب وتحریر

صفحہ


آئینۂ احوال..............فضائی آلودگی، اور اسلامی تعلیمات..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط 57)..................اللہ کی نعمتوں میں بخل کرنے
والوں کے لئے وعید..........................................................// // 7

درسِ حدیث...............چغلی کی حقیقت اور اس کی مذمت..............// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..........................................................مفتی محمد رضوان 20

علم کے مینار: ...........................................فقہ مالکی، منہج، تلامذہ،
کتب، مختصر تعارف (چوبیسواں حصہ)........................................مفتی غلام بلال 23

تذکرۂ اولیاء: ..........................................عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور
میں نئی ریاستی اصلاحات (قسط 2)........................................مولانا محمد ریحان 27

پیارے بچو!..............پنڈی میں سردیوں کی ایک شام.....................// // 29

بزمِ خواتین .....زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ 3)....مفتی طلحہ مدثر 31

آپ کے دینی مسائل کا حل.................''چشتی واشرف علی رسول''
کی تحقیق (قسط 1)............................................................ادارہ 33

کیا آپ جانتے ہیں؟.......................تجارتی بائیکاٹ، اور اس میں غلو
وبے اعتدالی (قسط 5)..........................................................مفتی محمد رضوان 47

عبرت کدہ ...............حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ ہشتم)..........مولانا طارق محمود 54

طب وصحت......گلے کا درد اور نگلنے وسانس لینے میں تکلیف.....حکیم مفتی محمد ناصر 57

اخبارِ ادارہ ............ادارہ کے شب وروز..........................// // 59



www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

# فضائی آلودگی، اور اسلامی تعلیمات

موسمِ سرما کے آغاز سے ہی لاہور سمیت، ملک کے بالائی اور وسطی حصے شدید دھند، اور فضائی آلودگی کی لپیٹ میں آ چکے ہیں، اور ہمارے یہاں یہ مسئلہ ہر گزرتے سال کے ساتھ سنگین ہوتا جا رہا ہے، اور عالمی سطح پر ہمارے کئی شہر مسلسل آلودہ ترین شہروں میں شامل ہو رہے ہیں۔

وطنِ عزیز جو قدرتی حسن سے مالا مال ملک تھا، اسے اب ہماری بے اعتدالیوں کے نتیجہ میں سخت ماحولیاتی پیچیدگیوں کے چیلنج کا سامنا ہے۔

زمین سے فضاء میں جانے والی آلودگی کے ذرات دھند کے ساتھ مل کر دھواں اور گرد وغبار پیدا کرتے ہیں، اس صورتِ حال سے عموماً زیادہ گنجان آباد، اور صنعتی علاقے متاثر ہوتے ہیں۔

موسمِ سرما میں ہوا کے جمود کی وجہ سے فضاء میں آلودگی ٹھہر جاتی ہے، اور دھند کے ساتھ شامل ہو کر انتہائی مضر اثرات کا سبب بنتی ہے۔

فضائی آلودگی، زمین پر بسنے والے، انسانوں، جانوروں سمیت، ہر جاندار کے لیے نقصان دہ، یہاں تک کہ جان لیوا امراض کے خطرات کا بھی سبب ہے، اس کی وجہ سے خاص طور پر نظامِ تنفس کے مسائل جنم لیتے ہیں، پھیپھڑوں اور گلے کی بیماریوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور جو اس قسم کی بیماریوں میں مبتلاء ہیں، ان کے امراض میں شدت پیدا ہوجاتی ہے، فضائی آلودگی اور دھند کی شدت زمین کے لئے سورج کی شعاعوں کی سطح کو نمایاں حد تک کم کرنے کا سبب بنتی ہے، جس کے نتیجہ میں وٹامن ڈی جیسے قدرتی عناصر کی کمی ہونے لگتی ہے، آلودہ فضاء میں سانس لینے، اور ٹھہرنے کی وجہ سے آنکھوں میں خارش، کھانسی، گلے، اور سینے میں خراش اور جلد کے مسائل سے لے کر نمونیا، نزلہ زکام اور دیگر جان لیوا پھیپھڑوں کے امراض پھیلنے لگتے ہیں۔

فضائی آلودگی کے اسباب میں نباتات، درختوں کی کمی، گھنی اور گنجان آبادی، دھواں چھوڑنے والی

گاڑیوں اور مشینریوں کی کثرت ،اوران کے استعمال میں بے ضابطگی ، غیر فطری،مصنوعی اور کیمیکل والے اجزاء سے تیارشدہ میٹریل کا زیادہ استعمال،بارش اورچشموں کے صاف ستھرے پانی کومحفوظ رکھے بغیر ضائع کرنے کا عمل،صفائی ستھرائی کے نظام میں خرابی وغیرہ جیسے کئی عوامل شامل ہیں،جن کی اصلاح کے لئے حکومتی وعوامی،اورانفرادی واجتماعی سطح پرمل کرکام کرنے کی شدید ضرورت ہے،اوراس مقصد کے لئے ہمیں کسی باہر کے اور خارجی تجربات کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ہمارے لئے اسلامی تعلیمات میں کافی وافی سامان موجود ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِيْ مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ(صحیح مسلم ،رقم الحديث ۵۵۳"۵۷"کتاب المساجد،باب النهی عن البصاق فی المسجد فی الصلاة وغيرها)

ترجمہ:میرے اوپرامت کے اچھےاور برے اعمال پیش کئے گئے،پس میں نے امت کے اچھےاعمال میں یہ نیکی بھی شامل دیکھی کہ جوکوئی تکلیف دہ چیز راستے ہٹائی جائے(مسلم)

ظاہر ہے کہ راستوں میں گندگی، گرد وغبار،اور دھواں، تکلیف دہ چیزیں ہیں،اورجس فضاء میں جاندارسانس لیتا ہے،وہ بھی ہر جاندار کے ہمہ وقت سانس کا راستہ ہے،اس لئے جو مسلمان بھی راستہ سے گندگی دورکرے گا،اورفضائی آلودگی کم ،یاختم کرنے کی جدوجہد کرے گا،وہ جنت میں داخلہ کا عمل ہوگا،جس میں بنجر زمینوں کی آبادکاری اورشجرکاری مہم بھی داخل ہے،جس کی اسلام میں بڑی فضیلت ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً ، فَلَهُ فِيْهَا أَجْرٌ، وَمَا أَكَلَتِ الْعَافِيَةُ مِنْهَا، فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۵۰۰) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:حديث صحيح، وهذا إسناد حسن( حاشية مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مردہ (یعنی بنجر اور بے آباد) زمین کو زندہ کیا تو اس کو اس عمل سے اجر حاصل ہوتا ہے اور جو کوئی رزق کا طلبگار (انسان یا کسی بھی قسم کا جانور یا چرند پرند) اس (کھیتی باڑی اور اس کی جڑ، تنے، شاخ، پتے، پھل و پھول) سے کھاتا ہے تو اس میں اس شخص کو صدقہ کا اجر حاصل ہوتا ہے (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ (مسلم، رقم الحديث ١٥٥٢ "٧" كتاب المساقاة، باب فضل الغرس والزرع)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے، پھر اس سے جو چیز بھی کھائی جاتی ہے (خواہ کھانے والا کوئی بھی ہو، خواہ انسان ہو یا جانور) تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے، اور جو اس سے چوری کیا جاتا ہے وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے، اور جو اُس سے کوئی درندہ کھاتا ہے، تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لیے صدقہ بن جاتا ہے، اور جو اس سے کوئی پرندہ کھاتا ہے، تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے، اور جو اس میں سے کوئی کمی کرتا ہے (مثلاً کسی غرض سے اس کے پتے، لکڑی وغیرہ میں سے لے لیا) تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ زراعت و شجر کاری، عظیم صدقہ جاریہ ہے، جو انسان کے مرنے کے بعد بھی اس کے لئے باعثِ اجر و ثواب ہوتا ہے، اس لئے ہر مسلمان کو زندگی میں ممکنہ حد تک اس صدقہ جاریہ میں شرکت کرنی چاہیے۔[1]

---

[1] مقتضاه ان اجر ذالک يستمر مادام الغرس ماكولا منه ولو مات غارسه او انتقل ملكه لغيره (فيض القدير للمناوى، تحت رقم حديث ٨٠٣٥)

www.idaraghufran.org

اس کے نتیجہ میں فضائی آلودگی کے اثرات سے نجات کا حاصل کرنا بھی ممکن ہوگا۔

اور جو شخص معاشرہ میں قصداً وعمداً گندگی اور فضائی آلودگی پیدا کرے گا، وہ سخت وعید کا مستحق ہوگا۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ آذَى الْمُسْلِمِينَ فِيْ طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ لَعْنَتُهُمْ (المعجم الكبير للطبراني، ج۳ص ۱۷۹، رقم الحديث ۳۰۵۰) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسلمانوں کو ان کے راستے میں تکلیف پہنچائی، تو اس پر مسلمانوں کی لعنت واجب ہوتی ہے (طبرانی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَلَا تُصَلُّوا عَلٰى جَوَادِّ الطَّرِيقِ، وَلَا تَنْزِلُوا عَلَيْهَا فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَلَا تَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَوَائِجَ فَإِنَّهَا الْمَلَاعِنُ (مسند ابی یعلٰی، رقم الحديث ۲۲۱۹، مسند جابر) [۲]

ترجمہ: اور تم راستوں کے درمیان میں نماز نہ پڑھا کرو، اور نہ وہاں ٹھہرا (اور پڑاؤ ڈالا) کرو، کیونکہ وہ سانپ اور درندوں کا ٹھکانہ ہے، اور تم راستوں میں قضائے حاجت نہ کیا کرو، کیونکہ یہ ملعون عمل ہے (ابو یعلی)

اس لیے ہمیں چاہیے کہ گندگی اور آلودگی پھیلانے والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچانے کا اہتمام کریں۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

---

[۱] قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۰۰۱، باب ما نهی عن التخلی فيه)

وقال الالبانی:

قلت: وبالجملة، فالحديث بهذا الشاهد لا ينزل عن مرتبة الحسن. والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۲۹۴)

[۲] قال حسين سليم اسد الدارانی:

رجاله رجال الصحيح (حاشية مسند ابی يعلٰی)

**درسِ قرآن** (سورہ آلِ عمران: قسط57، آیت نمبر180) مفتی محمد رضوان

# اللہ کی نعمتوں میں بخل کرنے والوں کے لئے وعید

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۸۰)(سورة آل عمران)

ترجمہ: اور نہ ہرگز گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں، ان چیزوں کے ساتھ جو عطاء کیں ان کو اللہ نے اپنے فضل سے کہ وہ خیر ہے ان کے لئے، بلکہ وہ شر ہے ان کے لئے، عنقریب طوق بنایا جائے گا، ان چیزوں کو کہ بخل کیا انہوں نے ان کے ساتھ قیامت کے دن، اور اللہ ہی کے لئے ہے میراث آسمانوں اور زمین کی، اور اللہ ان چیزوں کو جو عمل کرتے ہو تم خبیر ہے (۱۸۰) (سورہ آلِ عمران)

## تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں بخل کرنے والوں کے لئے شدید وعید اور عذاب کا ذکر کیا گیا ہے، اور بتلایا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ کے فضل سے عطاء شدہ نعمتوں میں بخل کرتے ہیں، تو وہ ہرگز یہ گمان اور خیال نہ کریں کہ یہ بخل کرنے کا عمل ان کے لئے خیر کا باعث ہے کہ وہ اس مال کو اپنے پاس رکھ کر بڑا فائدہ اٹھالیں گے، اور عیش وعشرت اور موج ومستی اڑائیں گے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ عمل ان کے لئے شر کا باعث ہے، کیونکہ عنقریب قیامت کے دن وہ مال ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا، اور جس طرح انسانوں کو جو نعمتیں حاصل ہیں، وہ نہ صرف یہ کہ اللہ عطاء کردہ نعمتیں ہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے بطور فضل عطاء کی گئی ہیں، کسی انسان کا ذاتی ہنر وکمال کا اصل نتیجہ نہیں، اسی وجہ سے دنیا میں کتنے صاحبِ ہنر وکمال لوگ ان نعمتوں سے محروم ہیں، اور کتنے ایسے لوگ جو ہنر وکمال سے محروم ہیں، ان کو یہ بیش بہا نعمتیں عطاء کی گئی ہیں، اسی کے ساتھ ہر

انسان کو یہ یقین کر لینا ضروری ہے کہ یہ مال دولت تو بہت چھوٹی چیز ہے، آسمان وزمین میں جتنی بھی مخلوقات ہیں، جن میں سے بعض کی انسانوں کو خبر ہے، اور بہت سی مخلوقات کی خبر تک بھی نہیں، ان سب پر اللہ احکم الحاکمین کی ملکیت وحکومت قائم ہے، وہی ان کا والی، وارث ہے، پس اللہ نے جو نعمتیں محض اپنے فضل وکرم سے عطاء کیں، اور وہی ان کا حقیقی مالک ہے، ان میں بخل کرنا، اور اللہ کے حکم کو نہ ماننا بہت بڑی ناانصافی ہے، اور اگر کوئی شخص بخل کرنے کے باوجود یہ دعویٰ کرے کہ وہ بخل نہیں کرتا، یا وہ مذکورہ باتوں پر ایمان ویقین رکھتا ہے، تو وہ کسی دھوکہ میں مبتلاء نہ رہے، اللہ کو انسانوں کے تمام ظاہری وباطنی اعمال کی پوری طرح خبر ہے۔

بخل، صرف پیسوں میں نہیں ہوتا، بلکہ پیسوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں بھی ہوسکتا ہے، اس لئے بخل کرنے کے لئے مال کا لفظ استعمال کرنے کے بجائے، اللہ کی عطاء کردہ نعمتوں کا عنوان اختیار کیا گیا۔

قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی بخل کرنے والوں، اور ان کے عذاب کا ذکر آیا ہے۔

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ . يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ

(سورة التوبة، رقم الآية ۳۴، و ۳۵)

ترجمہ: اور جو لوگ جمع کرتے ہیں، سونا، اور چاندی کو اور نہیں خرچ کرتے ان کو اللہ کے راستہ میں، تو خوشخبری سنا دیجیے آپ ان کو عذابِ الیم کی، جس دن تپایا جائے گا، ان (سونے چاندی) پر جہنم کی آگ میں، پھر داغا جائے گا ان (سونے، چاندی) کے ساتھ ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہ ہے جس کو جمع کیا تھا تم نے، اپنے آپ کے لئے، پس چکھو تم ان چیزوں کو جو تم جمع کرتے تھے (سورہ توبہ)

معلوم ہوا کہ مال کی ایسی محبت، جس میں اللہ کے حکم کو پورا نہ کیا جائے، تو وہ مال آخرت میں انسان

کے لئے سخت عذاب اور وبال کا باعث بنے گا۔

اور سورہ توبہ ہی میں بعض منافقین کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ. فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ (سورة التوبة، رقم الآية ٧٥و٧٦)

ترجمہ: اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا اللہ سے کہ اگر عطاء کرے وہ (اللہ) ہمیں اپنے فضل سے، تو یقیناً ضرور بالضرور خرچ کریں گے ہم، اور یقیناً ضرور بالضرور ہو جائیں گے ہم صالحین میں سے، پھر جب عطاء کیا اس (اللہ) نے ان کو اپنے فضل سے، تو بخل کیا انہوں نے اس (اللہ کے فضل) کے ساتھ، اور پیٹھ پھرالی انہوں نے اور وہ اعراض کرنے والے ہو گئے (سورہ توبہ)

قرآن مجید کی سورہ اسراء میں انسان کے بخل کی حالت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا (سورة الاسراء، رقم الآية ١٠٠)

ترجمہ: کہہ دیجئے آپ کہ اگر تم مالک ہو جاؤ، خزانوں کے میرے رب کی رحمت کے، اس وقت بھی یقیناً روک کر رکھو گے تم خرچ کرنے کے خوف سے، اور ہے انسان، بڑا بخیل (سورہ اسراء)

بخل سے ملتی جلتی ایک خصلت ''شح'' کہلاتی ہے، جس سے مال کی حرص وطمع مراد ہے، جس کی خاطر انسان، دوسروں کے مال پر بے جا نظر رکھتا ہے، اور پھر اس کے نتیجہ میں لوٹ مار، ڈاکہ، چوری، ناپ تول میں کمی، اور حرام خوری وغیرہ کی مختلف شکلوں میں مبتلاء ہوتا چلا جاتا ہے۔

قرآن وسنت میں ''شح'' کی بھی سخت برائی اور اس پر وعیدوں کا ذکر آیا ہے۔

قرآن مجید کی سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ (سورة النساء، رقم الآية١٢٨)

ترجمہ:اور حاضر کردیا گیا ہے نفسوں کے لئے مال کی حرص کو(سورہ نساء)

مطلب یہ ہے انسان کے نفوس کو مال کی حرص وطمع بہت پسند ہے۔

اور قرآن مجید کی سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(سورة الحشر، رقم الآية ٩)

ترجمہ:اور جو شخص بچالیا گیا اپنے نفس کے مال کی حرص سے،تو یہ لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں(سورہ حشر)

اور قرآن مجید کی سورہ تغابن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(سورة التغابن، رقم الآية ١٦)

ترجمہ:اور خرچ کروتم، جو بہتر ہے تمہاری ذات کے لئے،اور جو شخص بچالیا گیا اپنے نفس کے مال کی حرص سے،تو یہ لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں(سورہ تغابن)

احادیث میں بھی بخل اور شح،اور مال کی حرص پر بڑی سخت وعیدوں کا ذکر آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا (لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ) الْآيَةَ (صحيح البخارى،رقم الحديث ١٤٠٣،كتاب الزكاة)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی کو اللہ نے مال عطا فرمایا،پھر اس نے اس کی زکاۃ ادا نہیں کی،تو وہ مال قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گا،جس کے سر کے بال جھڑے ہوئے ہوں گے(جو کہ اس کے انتہائی زہریلے ہونے کی نشانی ہے)اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے(یہ بھی انتہائی شدید زہریلے ہونے کی نشانی ہے)پھر وہ سانپ اس(زکاۃ

اداء نہ کرنے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنادیا جائے گا(یعنی اس کے گلے میں لپیٹ دیا جائے گا) پھر وہ اس کی دونوں باچھیں یعنی کلّے پکڑے گا(اور کاٹے گا)اور کہے گا، کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا(جمع کیا ہوا)خزانہ ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی(سورہ آلِ عمران کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ (آخرتک)

یعنی''اور نہ ہرگز گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں، ان چیزوں کے ساتھ جو عطاء کیں ان کو اللہ نے اپنے فضل سے کہ وہ خیر ہے ان کے لئے، بلکہ وہ شر ہے ان کے لئے، عنقریب طوق بنایا جائے گا، ان چیزوں کو کہ بخل کیا انہوں نے ان کے ساتھ قیامت کے دن، اور اللہ ہی کے لئے ہے میراث آسمانوں اور زمین کی، اور اللہ ان چیزوں کو جو عمل کرتے ہو تم، خبیر ہے''(بخاری)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الَّذِىْ لَا يُؤَدِّىْ زَكَاةَ مَالِهٖ يُمَثِّلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ مَالَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهٗ زَبِيْبَتَانِ، ثُمَّ يَلْزَمُهٗ يُطَوِّقُهٗ يَقُوْلُ: أَنَا كَنْزُكَ، أَنَا كَنْزُكَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۵۷۲۹)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی زکاۃ اداء نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں (انتہائی زہریلا بن کر) آئے گا، جس کی آنکھ کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے (جو اس سانپ کے انتہائی زہر آلود اور بھیانک ہونے کی علامت ہے اور) وہ سانپ طوق بنا کر اس کے گلے میں لٹکا دیا جائے گا، اور وہ اسے کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (مسند احمد)

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے مال کی حرص وطمع اور بخل کا مرض بڑھ جائے گا، جیسا کہ آج کل یہ حالت درپیش ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ العَمَلُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الهَرْجُ قَالُوا :وَمَا الهَرْجُ؟ قَالَ :القَتْلُ القَتْلُ(صحيح البخاری،رقم الحديث ٧٠٣٧)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہوجائے گا،اور(لوگوں کا)عمل ناقص ہوجائے گا،اور مال کی حرص وطمع (شدید بخل لوگوں کے دلوں میں) ڈال دیا جائے گا،اور ہرج کی کثرت ہوجائے گی،لوگوں نے عرض کیا کہ ہرج کیا ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ قتل(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم -أَنَّهُ قَالَ " :وَالَّذِي نَفْسُ محمد بِيَدِهِ، لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ، وَالْبُخلُ، وَيُخَوَّنَ الأَمِينُ، وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، وَتُهْلَكَ الْوُعُولُ، وَتَظهَرَ التُحُوتُ ."قَالُوا :يَا رسول الله، وَمَا الْوُعُولُ وَالتُحُوتُ؟ قَالَ " :الْوُعُولُ :وُجُوهُ النَّاسِ وَأَشْرَافُهُمْ، وَالتُحُوتُ :الَّذِينَ كَانُوا تَحْتَ أَقْدَامِ النَّاسِ لا يُعْلَمُ بِهِمْ(موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، رقم الحديث ١٨٨٦)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ محمد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک فحش وبے حیائی اور بخل عام نہ ہوجائے، اور امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار نہ قرار دیا جائے، اور ''وعول''لوگ ہلاک نہ ہوجائیں،اور''تحوت''لوگ عام نہ ہوجائیں،لوگوں نے کہا کہ کہ اے اللہ کے رسول''وعول''اور''تحوت''کیا ہیں،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''وعول''وہ ہیں، جو لوگوں میں عزت وشرافت والے ہوں،اور ''تحوت''وہ لوگ ہیں، جو لوگوں کے پاؤں کی دھول ہوں،اُن کی کوئی جان پہچان نہ ہو(موارد الظمآن)

www.idaraghufran.org

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :لَنْ يَزْدَادَ الزَّمَانُ إِلَّا شِدَّةً، وَلَا يَزْدَادُ النَّاسُ إِلَّا شُحًّا، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ** (المستدرک للحاكم،رقم الحديث ٨٣٦٤)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ برابر شدت کی طرف بڑھتا جائے گا،اور لوگوں میں مال کی حرص بھی بڑھتی جائے گی،اور قیامت شریر ترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی(حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاحُ أَوَّلِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالزُّهْدِ، وَالْيَقِينِ، وَيَهْلِكُ آخِرُهَا بِالْبُخْلِ وَالْأَمَلِ** (الزهد،لاحمد بن حنبل،رقم الحديث ٥٢) [1]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے ابتدائی لوگوں کی اصلاح ”زہد اور یقین“ کے ذریعہ سے ہوگی،اور اس امت کے بعد لوگوں کی ہلاکت بخل اور حرص وطمع کی وجہ سے ہوگی(الزہد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ** (صحيح مسلم،رقم الحديث ٢٥٧٨ ”٥٦“)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ظلم کرنے سے بچو،کیونکہ ظالم قیامت کے دن اندھیریوں اور تاریکیوں کا باعث بنے گا،اور تم اپنے آپ کو مال کی حرص وطمع

---

[1] قال الالبانی:قلت :وهذا إسناد حسن لغيره على الأقل(سلسلة الأحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث٣٤٢٧)

(شدید بخل) سے بچاؤ، پس بے شک مال کی حرص وطمع نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا، مال کی حرص وطمع نے ان کو ایک دوسرے کے خون بہانے پر ابھارا، تو انہوں نے خون بہایا، اور ایک دوسرے کی حرام چیزوں کو انہوں نے حلال سمجھا (صحیح مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُورِ فَفَجَرُوا** (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۱۶۹۸، باب فی الشُّحِّ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، اور فرمایا کہ تم اپنے آپ کو بخل سے بچاؤ، کیونکہ بس تم سے پہلے لوگ مال کی حرص وطمع کی وجہ سے ہلاک ہوئے، مال کی حرص وطمع نے ان کو بخل کرنے کا حکم دیا، تو وہ بخیل بن گئے، اور مال کی حرص وطمع نے ان کو قطع رحمی کا حکم دیا، تو وہ قطع رحمی کے مرتکب ہوئے، اور مال کی حرص وطمع نے ان کو فجور (وگناہوں) کا حکم دیا، تو وہ فجور (وگناہوں) میں مبتلاء ہوگئے (سنن ابی داود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**سمعتُ رسولَ الله -صلَّى الله عليه وسلم- يقول": شَرُّ ما في رجلٍ شُحٌّ هالعٌ وجُبنٌ خالعٌ** (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۲۵۱۱، باب فی الجُرأة والجبن) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی بھی آدمی میں شریر ترین چیزیں یہ ہیں، ایک تو ابھارنے والی مال کی حرص اور دوسری پاؤں اکھاڑنے والی بزدلی (سنن ابی داود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابی داود)

[2] قال شعيب الأرنؤوط: حديث صحيح. وهذا إسناد حسن (حاشية سنن ابی داود)

www.idaraghufran.org

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي جَوْفِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ (مسند أحمد،رقم الحديث ٩٦٩٣) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال کی حرص وطمع اور ایمان، کسی مسلم کے اندر جمع نہیں ہوسکتا، اور اللہ کے راستہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلم کے اندر جمع نہیں ہوسکتا (مسند احمد)

یعنی ایمان اور مال کی حرص وطمع دو متضاد خصلتیں ہیں، اور ایمان کو مال کی حرص وطمع سے بہت نفرت ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلاةِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ. وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ

(بخاری، رقم الحديث ٢٨٢٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز کے بعد ان چیزوں سے پناہ طلب کرتے تھے کہ ’’اے اللہ میں آپ کی پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں، بزدلی سے، اور میں آپ کی پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں، بخل سے اور میں آپ کی پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں کہ میں ناکارہ عمر تک پہنچوں، اور میں آپ کی پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے‘‘ (بخاری)

قرآن مجید کی مذکورہ آیات اور احادیث سے بخل اور مال کی حرص وطمع کی برائی اور اس پر عذاب کی شدت معلوم ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ان بری خصلتوں سے حفاظت ونجات عطاء فرمائے۔ آمین۔

[1] قال شعيب الأرنؤوط :صحيح بطرقه وشواهده(حاشية مسند احمد)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

# چغلی کی حقیقت اوراس کی مذمت

آج ہمارے معاشر میں چغل خوری بہت زیادہ پھیل گئی ہے، جس کے دنیا اورآخرت کے اعتبار سے سخت تباہ کن اور خطرناک نتائج ہیں، جن سے عام مسلمان غافل ہیں، احادیث میں ان کا ذکر آیا ہے، جن کو ملاحظہ کرکے اپنی اصلاح کا سامان کرنا چاہیے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيطَانِ المَدِينَةِ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ :يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ، كَانَ أَحَدُهُمَا لاَ يَسْتَتِرُ مِنَ البَوْلِ، وَكَانَ الآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ، فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا، وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا، فَقَالَ :لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٠٥٥، بَابٌ :النَّمِيمَةُ مِنَ الكَبَائِرِ)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے کسی باغ کے قریب سے گزرے، پھر آپ نے (بحکمِ الٰہی) دوانسانوں کی آواز کو سنا، جن کو قبر میں عذاب دیا جارہا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو عذاب دیا جارہا ہے، اوران کو کسی بڑی (سمجھے جانے والی) چیز میں عذاب نہیں دیا جارہا، جبکہ وہ بڑی (خطرناک) چیز ہے، ان میں سے ایک آدمی تو (پیشاب کرتے وقت) اپنے پیشاب (یعنی پیشاب والے مقام) سے آڑ نہیں کرتا تھا (جس کی وجہ سے چھینٹوں، یا بے پردگی سے حفاظت نہیں ہوتی تھی) اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا، پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی، جس کو دوشاخیں، یا دوٹکڑے کردیا، پھران میں سے ایک کی قبر پر ایک ٹکڑا، اوردوسرے کی قبر پر دوسرا ٹکڑا رکھ

دیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید ان دونوں کے عذاب کو شاخوں کے خشک ہونے تک ہلکا کر دیا جائے (بخاری)

یہ حدیث دوسری کئی سندوں سے مروی ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ چغلی اتنا بڑا گناہ ہے کہ جس کی وجہ سے قبر کے عذاب میں مبتلاء کیا جاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ (صحيح البخاری، رقم الحديث ٦٠٥٦ ،بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں ''قتات'' داخل نہیں ہوگا (صحیح بخاری)

''قتات'' سے مراد، چغل خور ہی ہے، چنانچہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ (صحيح مسلم، رقم الحديث ١٠٥ "١٦٨")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں ''چغل خور'' داخل نہیں ہوگا (صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چغلی اتنا سنگین گناہ ہے کہ اس عادت میں مبتلاء شخص، جنت میں داخلہ سے محروم ہوگا، تا آنکہ اس کی سنگین سزا کو نہ بھگت لے، اور اس کی سزاء سے نبرد آزما ہونا، آسان کام نہیں، کیونکہ چغلی کرنے والے کی وجہ سے لوگوں کے تعلقات اور معاشرہ میں فساد پیدا ہوتا ہے، جس کے نتیجہ میں لڑائی جھگڑے، اور قتل وغارت گری نوبت آجاتی ہے، اور کئی قسم کے حقوق العباد کا تلف کرنا لازم آجایا کرتا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ (صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٦٠٦ "١٩٢")

ترجمہ: بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں فساد کرنے والی چیز نہ بتادوں؟ وہ چغلی ہے،لوگوں کی بات کودوسرے کی طرف نقل کرنا(صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ اللہ اوراس کے رسول کی نظر میں چغلی،نہایت قبیح اور برا فعل ہے،جس میں ایک کی بات کودوسرے کی طرف نقل کیا جاتا ہے،اوراس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان لڑائی،جھگڑااور فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ :أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا، وَلَا يَعْضَهَ بَعْضُنَا بَعْضًا(صحيح مسلم،رقم الحديث ١٧٠٩ "٤٣")

ترجمہ: ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح عہد لیا،جس طرح عورتوں سے عہد لیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کوبھی شریک نہیں کریں گے،اور ہم چوری نہیں کریں گے،اور ہم زنا نہیں کریں گے،اور ہم اپنی اولاد کوقتل نہیں کریں گے،اور ہم آپس میں ایک دوسرے کی چغلی نہیں کریں گے(صحیح مسلم)

چغلی میں ایک شخص کی بات کودوسرے کی طرف نقل کیا جاتا ہے،جس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ جس کی چغلی کی جارہی ہے،اس کے درمیان اور جس کے سامنے چغلی کی جارہی ہے،اس کے درمیان فساد وعداوت اور جھگڑا پیدا کیا جائے،جس کی دوسری احادیث میں تفصیل وتشریح آئی ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم -أنَّه قال":أتَدرونَ ما العَضْهُ؟ ."قالوا: اللهُ ورسولُ أعلَمُ .قال" :نَقلُ الحديثِ مِن بَعضِ النّاسِ إلَى بَعضٍ ليفسِدَ بَينَهُم(شعب الايمان،للبيهقي،رقم الحديث ١٢٠١ ٢) [1]

---

[1] قال الالبانی:

قلت :وهذا إسناد حسن رجاله كلهم ثقات، وفي سنان بن سعد -ويقال :سعد بنسنان -خلاف وقد قال الحافظ " :صدوق، له أفراد ." ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ فساد کرنے والی چیز کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ہی زیادہ علم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض لوگوں کی بات کو بعض لوگوں کی طرف نقل کرنا، تاکہ لوگوں کے درمیان فساد کرے (بیہقی)

اس طرح کی حدیث حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱

آج معاشرہ میں چغلی عام ہے، روزمرہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر اجتماعی مجلسوں میں چغلی کی جاتی ہے، ذرائع ابلاغ میں بھی ایک دوسرے کی چغلی عام ہے، ٹیلی ویژن پر، اس مقصد کے لئے باقاعدہ اہتمام سے لمبے لمبے پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں اور مہنگے داموں پر اس مقصد کو خوب عمدہ طریقہ پر انجام دلوانے کے لئے مخصوص لوگوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، اور اس قسم کے پروگراموں کو نہایت شوق سے سنا اور دیکھا جاتا ہے، سوشل میڈیا بھی اس میں پیش پیش ہے، اخباروں میں اس پر آرٹیکل لکھے جاتے ہیں، رسائل وجرائد میں اس مقصد کے لئے مضامین لکھے جاتے ہیں۔

اس صورتِ حال کی بناء پر معاشرہ فتنہ وفساد کی لپیٹ میں آچکا ہے، رشتہ داروں میں قطع رحمی، پڑوسیوں میں نفرت، بھائی بھائی کے درمیان عداوت اور انفرادی واجتماعی سطح پر مسلمان ایک دوسرے کے دشمن بن چکے ہیں۔

اس لئے چغلی جیسے گناہ کے دنیوی اور اخروی وبال کو سمجھنا چاہیے، اور اس گناہ سے ہر مسلمان کو بچنے بچانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت :ویشھد لہ الحدیث الآتی ":ألا أنبئکم ما العضہ؟ ھی النمیمة القالة بین الناس، وفی روایة :النمیمة التی تفسد بین الناس "(سلسلة الأحادیث الصحیحة،تحت رقم الحدیث ۸۴۵)

۱ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :هَلْ تَدْرُونَ مَا الْعَضْهُ؟ "قَالُوا :اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ .قَالَ " :نَقْلُ الْأَحَادِيثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلَى بَعْضٍ يُفْسِدُ بَيْنَهُمْ "وَقَدْ رُوِّينَا مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِهَذَا اللَّفْظِ(شعب الایمان،للبیہقی،رقم الحدیث ۱۰۵۹۴)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین — مفتی محمد رضوان

# افادات وملفوظات

## نماز میں عورت کی امامت

(25-ربیع الاول-1446ھ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ملفوظات میں ہے کہ:

ایک مرید نے عرض کیا کہ عورتوں کی امامت درست ہے۔

فرمایا کہ عورتیں اگر تراویح کی جماعت کرنا چاہیں،تو امام وسط میں کھڑی ہو،جائز ہے،مگر فرضوں کی جماعت مکروہ ہے(ملفوظات شاہ عبدالعزیز ،اردو،ص۱۸۳، ناشر: پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز لمیٹیڈ،کراچی،سنِ اشاعت:۱۹۶۰ء)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے عورت کے درمیان میں کھڑی ہوکر عورتوں کی تراویح میں امامت کرنے ،اوراس طرح عورتوں کی جماعت کو جائز قرار دیا ہے،مکروہ تحریمی اور گناہ قرار نہیں دیا،جیسا کہ بعض دیگر حضرات کا قول ہے،جس کے مطابق ہمارے کئے اردو فتاویٰ میں حکم مذکور ہے۔

ہمیں بھی دلائل کی رو سے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے مندرجہ بالا موقف کی طرف ہی رجحان ہوا،جس کی تفصیل ہم نے اپنے بعض فقہی رسائل میں تحریر کردی ہے۔

## حافظ کے ایک سے زیادہ جگہ تراویح پڑھانے کا حکم

(28-ربیع الاول-1446ھ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ملفوظات میں ہے کہ:

اگر حافظ نے دوچار جگہ تراویح پڑھی،سب جگہ سنت اداء ہوگی،چنانچہ میرا بیٹا یعقوب

www.idaraghufran.org

بھی ایسا ہی کرتا ہے کہ ہر رات میں ایک سپارہ مدرسہ میں پڑھتا ہے، اور پھر وہی سپارہ جماعت کے ساتھ گھر میں جا کر پڑھتا ہے، تاکہ دو قرآن شریف معاً ایک دو روز کے فرق سے ختم کرلے (ملفوظات شاہ عبدالعزیز، اردو، ص ۶۲، ناشر: پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز لمیٹیڈ، کراچی، سنِ اشاعت: ۱۹۶۰ء)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک حافظ ایک رات میں ایک سے زیادہ جگہ تراویح پڑھائے، تو سب جگہ تراویح کی سنت اداء ہوجائے گی، اور اس صورت میں مقتدیوں کی تراویح بھی اداء ہوجائے گی، اور جو حضرات اس صورت میں ایک جگہ تراویح پڑھانے کے بعد دوسری جگہ تراویح پڑھانے کی صورت میں مقتدیوں کی تراویح اداء نہ ہونے کا حکم لگاتے ہیں، جیسا کہ عام طور پر ہمارے یہاں اردو فتاویٰ میں تحریر ہے، تو وہ دوسرے قول پر مبنی ہے۔

---

# ایک مسجد میں ایک سے زیادہ تراویح کا حکم

(29-ربیع الاول-1446ھ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ملفوظات میں ہے کہ:

ایک رات جامع مسجد (دہلی میں) میں نے شمار کیا تھا، پینتیس جگہ حفاظ جماعت سے تراویح پڑھاتے تھے (ملفوظات شاہ عبدالعزیز، اردو، ص ۱۰۷، ناشر: پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز لمیٹیڈ، کراچی، سنِ اشاعت: ۱۹۶۰ء)

اس سے معلوم ہوا کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ کے نزدیک ایک مسجد میں بیک وقت ایک سے زیادہ تراویح کی جماعتیں ممنوع نہیں، اگر ایسا ہوتا تو وہ اس طرزِ عمل پر نکیر فرماتے۔

لیکن یہ ضروری ہے کہ ایک مسجد میں بیک وقت تراویح کی ایک سے زیادہ جماعتیں ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو خلل واقع نہ ہو، جیسا کہ بڑی مسجدوں میں ایک دوسرے سے فاصلہ پر یہ جماعتیں کی جائیں، یا مسجد کی ایک سے زیادہ منزلیں ہوں، اور ان کی مختلف منزلوں میں الگ الگ جماعتیں کی جائیں، جن کی آواز ایک دوسرے سے متصادم نہ ہو۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف جماعتوں کا قیام ایک دوسرے کے مقابلہ میں تفریق واختلاف کی بنیاد پر نہ ہو، بلکہ ضرورت ومصلحت کی بنیاد پر باہمی اتفاقِ رائے سے ہو، کیونکہ تفریق واختلاف، جماعت کے مقصود کے بالکل خلاف ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ کا مذکورہ مسائل میں بیان کردہ موقف ہمارے زمانہ کے معروف فتاویٰ میں مذکور موقف کے خلاف ہے، لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس قسم کے مسائل اجتہادی وفروعی نوعیت کے ہوتے ہیں، جن میں ایک کے بجائے دوسرے قول کو ترجیح دینے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر شدت ونکیر والا طرزِ عمل اختیار نہیں کرنا چاہیے، اور فقہی واجتہادی مسائل میں وسیع ظرفی ہونی چاہیے، جو آج کے دور میں بہت سے علماء سے دور ہوتی جارہی ہے۔

پس اگر کوئی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ کے بیان کردہ مذکورہ مسائل کے مطابق عمل کرتا، یا فتویٰ دیتا ہے، تو اس پر نکیر نہیں کی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

---


## علمی وتحقیقی رسائل (جلد23)

(1)...جوائج کو رازداری میں رکھنے کی تحقیق

(2)...تحقیق ایمان آباءِ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم

(3)...لے پالک، یتیم اور مجہولُ النسب اولاد کی شرعی حیثیت

(4)...مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم

(5)...مچھر مار برقی آلہ کا حکم

(6)...حرمتِ مصاہرت پر کلام

(7)...کھڑے ہوکر جوتا، پائجامہ اور عمامہ پہننے کا حکم

(8)...کھانے کی ابتداء وانتہاء نمک پر کرنے کی تحقیق

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

**ناشر:** کتب خانہ ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان۔ 0333-5365831

www.idaraghufran.org

علم کے مینار (امت کے علماء وفقہاء: قسط46) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

# فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (چوبیسواں حصہ)

## (7)......أبو بکر ابن العربی

شیخ ابوبکر ابن العربی، مالکی کے مسلک کے مشہور عالم، مفسر، محدث، فقیہ، مجتہد، اور ادیب ہیں، ان کا مکمل نام "ابوبکر محمد بن عبدالله بن محمد الاشبیلی المالکی" ہے، حافظ الحدیث، یکتائے زمانہ اور "عالم أهل الاندلس" کے لقب سے بھی جانے جاتے تھے۔

اندلس (موجودہ اسپین Spain) کے شہر اشبیلیہ (Seville) میں 468 ہجری میں ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم اندلس میں ہی حاصل کی، آپ کے والد بھی عالم تھے، جن سے ان کو علمی ذوق ملا، چنانچہ 485 ہجری میں اپنے والد کے ساتھ شام، مصر اور بغداد کی طرف ہجرت کی، جہاں آپ نے مختلف علماء وفقہاء سے علمی استفادہ کیا، جن میں شام کے مشہور عالم "نصر المقدسی، ابوالفضل بن فرات" وغیرہ شامل ہیں، جبکہ فقہ کی تعلیم امام غزالی، اور مشہور شافعی امام "ابوبکر الشاشی" (۴۲۹-۵۰۷ھ) اور مالکی فقیہ "ابوبکر الطرطوشی" (۴۵۱-۵۲۰ھ) سے حاصل کی۔

### علمی مقام

شیخ ابن العربی کو ان کی علمی خدمات، مختلف علوم میں مہارت اور ان کی کتب وتصانیف اور مختلف قسم کی تحریروں کی وجہ سے اسلامی دنیا میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے، اگرچہ ان کا شمار مالکی مسلک کے علماء میں سے ہوتا ہے، مگر تفسیر، حدیث اور اصولِ فقہ وغیرہ جیسے دیگر علوم میں گہری بصیرت رکھنے کی وجہ سے دوسرے مسالک کے علماء وفقہاء کے نزدیک بھی ایک نمایاں وممتاز مقام رکھتے ہیں۔

چنانچہ مشہور اندلسی عالم ابن بشکوال (متوفی:578ہجری) نے اپنی کتاب "الصلة فی تاریخ أئمة الأندلس" میں شیخ ابن العربی سے اپنی ملاقات کا ذکر واحوال ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ

ابن العربی حافظ الحدیث، متبحر العلوم، اور علمائے اندلس کی انتہاء واختتام تھے، ان جیسا عالم اور حافظ اندلس میں نہیں ہوا، علوم وفنون میں مہارت، گہرائی اور تنوع رکھنے والے ایک عالم تھے، جو تمام شعبوں میں ممتاز و یکتائے زمانہ تھے، مختلف علوم میں گفتگو کرنے، ان پر تنقید کرنے اور ان کی تفصیلات سمجھنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتے تھے، انہیں علم کو پھیلانے اور لوگوں تک پہنچانے کا بے حد شوق تھا، حقیقت کو پہچاننے میں ان کی ذہانت بہت گہری تھی، اور ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق بھی شاندار تھے، خوش اخلاقی، بلند حوصلہ، نرم مزاجی، اور فراخ دلی جیسے اوصافِ حمیدہ سے بھرپور تھے، ان کی صحبت خوشگوار اور تعلقات میں پختگی تھی، ان کی دوستی مضبوط اور دیرپا ہوتی تھی، چنانچہ انہیں اپنے شہر کا قاضی مقرر کیا گیا، جسے انہوں نے قبول کیا، جہاں انہوں نے مضبوط فیصلوں کے نفاذ، ظالمین کے لیے سختی، اور ان پر رعب ودبدبہ کی وجہ سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچایا، بعد میں آپ قضاء کے منصب کے الگ ہوگئے، اور مکمل طور پر علم کے فروغ اور درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔

## وفات:

شیخ ابن العربی رحمہ اللہ نے زندگی کا آخری حصہ درس وتدریس، اور تصنیف وتالیف میں گزارا، آپ کی وفات 543 ہجری میں ہوئی، مراکش کے شہر فاس (Fes) میں تدفین ہوئی۔

ابن العربی رحمہ اللہ کی شخصیت اور ان کی علمی خدمات، اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں، اور ان کی تصانیف آج بھی مدارس اور علمی حلقوں میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

## تصانیف:

ابن العربی رحمہ اللہ نے کئی اہم کتابیں تصانیف کیں، جو مختلف اسلامی علوم کا احاطہ کرتی ہیں:

(1)...... **عارضة الأحوذی**: یہ امام ابوعیسی ترمذی (متوفی: 279 ہجری) کی مشہور کتاب ''سنن الترمذی'' کی ایک عمدہ ومطبوعہ شرح ہے، جو احادیث کی شرح، اور مختلف علومِ حدیث سے بحث کرتی ہے، متعدد علماء ومحدثین نے اپنی کتابوں میں اس سے استفادہ کیا ہے۔

(2)...... **احکام القرآن**: شیخ ابن العربی کی ایک مشہور اور معتبر فقہی تفسیر ہے، جس میں قرآن

کی ان آیات کی تفسیر وتشریح کی گئی ہے، جن سے شرعی احکام کا استنباط کیا جاتا ہے، ان کی اس تفسیر میں نہ صرف فقہ مالکی کے اصول شامل ہیں، بلکہ دیگر مکاتب فکر کی آراء اور دلائل کو بھی تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، اور آخر میں ترجیحی رائے پیش کی ہے، چنانچہ ابن العربی نے اس کتاب کو علمی گہرائی اور فقہی بصیرت کے ساتھ لکھا ہے، ان کا اسلوب نہایت منظّم اور دلائل پر مبنی ہے، جو ابن العربی کی علمی وسعت اور مہارت کو ظاہر کرتا ہے، اس لیے یہ کتاب مالکی فقہ کے علاوہ، دیگر فقہی مسالک کے لیے بھی ایک اہم مرجع ہے، یہ کتاب مختلف اشاعتوں میں دستیاب ہے، اور کئی محققین نے اس پر کام بھی کیا ہے۔

**(3)...... العواصم من القواصم:** یہ کتاب بھی ابن العربی کی تالیف کردہ ایک مشہور اور اہم کتاب ہے، جو تاریخ، عقائد، اور اسلامی اقدار کے دفاع پر مبنی ہے، یہ کتاب خاص طور پر صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے مقام ومرتبے کی وضاحت، اور خوارج ودیگر گروہوں کی طرف سے کیے گئے بے جا اور غیر حقیقی اعتراضات اور ان کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا جواب دینے کے لیے لکھی گئی ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت، اور ان کے دور میں پیش آنے والے واقعات، جنگِ جمل، اور جنگِ صفین کے اسباب اور ان کے اثرات، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلافات کا پسِ منظر، خوارج اور دیگر گروہوں کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات کا رَد، اس کتاب کا اہم موضوع ہیں، کتاب کا اہم مقصد اسلامی وحدت کا فروغ، امتِ مسلمہ کے درمیان اتحاد پیدا کرنا، اور فتنوں سے بچانا ہے، چنانچہ ابن العربی کی یہ کاوش امتِ مسلمہ کو اختلافات سے بچانے اور اس کی علمی واخلاقی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، اللہ تعالیٰ مصنف رحمہ اللہ کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے، اور مسلمانوں میں باہمی اتفاق واتحاد، اور صحیح معنوں میں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اس کے علاوہ موطأ امام مالک کی شروحات میں دو کتابیں ''**القبس**'' اور ''**المسالک فی شرح موطأ مالک**'' کے نام سے بھی تالیف فرمائیں، جبکہ دیگر مزید کتب ''**الناسخ و المنسوخ**،

أعيـان الأعيان، المحصول (فی اصول الفقه) کتاب المتکلمين، قانون التأويل ‘‘ وغيرها ذلک علمی ورثہ میں چھوڑیں۔ [1]

ملحوظ رہے کہ شیخ ابوبکر ابن العربی کا شمار کبار فقہائے مالکیہ کے طور پر ہوتا ہے، جبکہ ’’ابن العربی‘‘ کے نام سے موسوم ایک اور علمی شخصیت کا ذکر بھی اس ضمن میں کثرت سے ملتا ہے، جن کا مکمل نام ’’أبـو بـكـر مـحيى الدّين محمد بن على بن محمد الحاتمى الطّائى الأندلسى ‘‘ ہے، جو کہ ’’ابو بکر محی الدین ابن العربی ‘‘ کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں، تصوف کے امام وعالم، فلسفی، متکلم اور صوفی تھے، آپ کو شیخِ اکبر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، ولادت کا سال 560 ہجری، جبکہ وفات 638 ہجری میں ہوئی، کہا جاتا ہے کہ ’’وحدةُ الوجودُ‘‘ کا تصور سب سے پہلے انہوں نے ہی پیش کیا۔

بنیادی تعلق فقہ مالکی سے تھا، کیونکہ آپ اندلس میں پیدا ہوئے، اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی، جہاں مالکی فقہ غالب تھا، تاہم ان کے صوفیانہ رجحانات، اور فکری وسعت نے انہیں مختلف فقہی مکاتب فکر سے استفادہ کرنے کی طرف مائل کیا، جس کے بعد مکہ مکرمہ، شام اور دیگر اسلامی علاقوں کا سفر کیا، ان کی تعلیمات زیادہ تر تصوف اور معرفت کے گہرے مباحث پر مرکوز تھیں، اسی وجہ سے ان کا فقہی مسلک ان کی تعلیمات میں نمایاں طور پر سامنے نہیں آتا۔

کتب وتحریرات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا، ان کی مشہور کتابیں ’’فـصـوص الـحـكـم ‘‘اور ’’الفتوحات المكية‘‘ ہیں۔

---

[1] وفيها القاضى أبو بكر بن العربى محمد بن عبد الله بن محمد الإشبيلى المالكى الحافظ، أحد الأعلام، وعالم أهل الأندلس ومسندهم .ولـد سـنة ثمان وستين وأربعمائة، ورحل مع أبيه سنة خمس وثمانين، ودخل الشـام، فسـمـع مـن الـفـقيه نصر المقدسى، وأبى الفضل بن الفرات، وببغداد من أبى طلحة النّعالى، وطراد، وبـمـصـر مـن الخلعى، وتفقّه على الغزالى، وأبى بكر الشّاشى، والطرطوشى، وكان من أهل اليقين فى العلوم والاستبـحار فيها، مع الذكاء المفرط .ولـى قـضـاء إشبيلية مدة وصرف، فأقبل على نشر العلوم وتصنيفه فى التـفسيـر، والـحـديـث، والـفـقـه، والأصـول ..........وقـال ابن بشكوال فى كتاب الصلة: هو الإمام [العالم] الـحـافـظ المتبحر ختام علماء الأندلس، وآخر أئمتها وحفاظها .لـقيته بمدينة إشبيلية ..........وكان من أهل التـفـنـن فـى الـعـلـوم والاستبـحـار فيها والجمع لها، متقدما فى المعارف كلها، متكلما فى أنواعها، ناقدا فى جـمـيـعـهـا، حـريـصـا على أدائها ونشرها، ثاقب الذهن فى تمييز الصواب منها، ويجمع إلى ذلک كله آداب الأخلاق ......((شذرات الذهب، ج٦، ص ٢٣٢ و ٢٣٣، سنة ست وأربعين وخمسمائة)

www.idaraghufran.org

**تذکرۂ اولیاء** حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط96) مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات و حالات اور ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ

# عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصلاحات (قسط2)

## مالیاتی اصلاحات:

آپ نے بیت المال (خزانہ) کا نظام متعارف کرایا جس میں زکوٰۃ، خراج، جزیہ اور دوسرے مالی وسائل کو جمع کیا جاتا اور عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاتا۔ اس کے علاوہ، مال غنیمت کو منظّم طریقے سے تقسیم کرنے کے اصول وضع کیے۔

## ا۔ بیت المال کا قیام:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی ریاست کے مالیاتی معاملات کو منظّم کرنے کے لیے باقاعدہ بیت المال (State Treasury) قائم کیا۔ اس ادارے کا مقصد زکوٰۃ، خراج، جزیہ، اور دیگر مالی وسائل کو جمع کرنا اور منظّم انداز میں خرچ کرنا تھا۔ بیت المال سے عوام کی ضروریات، سرکاری ملازمین کی تنخواہیں، اور فلاحی منصوبے چلائے جاتے تھے۔

چنانچہ علامہ ماوردی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ریاستی اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وكان عمر رضي الله عنه أول من وضع ديواناً للمال وقسم الموارد بين المسلمين وفقاً للحاجة والمصلحة، وجعل لكل مستحقٍ نصيباً يُدفع إليه من بيت المال (الاحكام السلطانية ص ۱۳۵ مطبوعة دار الحديث – القاهرة)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے خلیفہ تھے جنھوں نے مالی وسائل کے لیے دیوان قائم کیا اور مسلمانوں کے درمیان ضرورت اور مصلحت کے مطابق وسائل تقسیم کیے۔ ہر مستحق کے لیے بیت المال سے اس کا حصہ مقرر کیا، جو اس کو دیا جاتا تھا (ترجمہ ختم)

www.idaraghufran.org

۲۔ زکوٰۃ کا نظام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی زکاۃ کی وصولی کا بندوبست عاملین کی شکل میں موجود تھا۔لیکن اس وقت چونکہ وصولی بہت بڑے پیمانے پر نہیں ہوتی تھی،اس لئے چھوٹے نظام کے تحت ہی سلسلہ چلتا رہا،لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب مسلم ریاست پھیلتی گئی،تو ضرورت محسوس ہوئی کہ زکاۃ کی وصولی کا مستقل محکمہ بنادیا جائے۔اس کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زکاۃ کی وصولی کے نظام کو مزید مؤثر بنانے کے لئے باقاعدہ عاملین مقرر کیے،اوران کے وظائف مقرر کیے۔

۳۔خراج اور جزیہ:

آپ رضی اللہ عنہ نے غیر مسلموں کی زرعی زمینوں کی پیداوار پر خراج یعنی ٹیکس کے نظام کو باقاعدہ بنایا اوراس نظام کو موثر بنایا۔اسی کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں سے لیا جانے والا دوسرا مالی ٹیکس جزیہ کو بھی مزید موثر بنایا۔امام ابویوسف نے کتاب الخراج میں جزیہ اور خراج پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ کے متعدد واقعات اس سلسلہ میں نقل کیے ہیں۔ان ابحاث میں سے بعض ابحاث تو ہم اس مضمون کی گزشتہ کئی قسطوں میں کر چکے ہیں۔

۴۔دیوان:

دیوان ایسے رجسٹر یا ریکارڈ کی جگہ کو کہا جاتا ہے،جس میں سلطنت کے اعمال اور اموال کا حساب کتاب مذکور ہو۔دیوان کا اجراء سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا،اوراس کا سہرا آپ کے ہی سر جاتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ فوجیوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔پھر جب ریاست پھیلتی گئی،تو اسی اعتبار سے ریاست کے اموال،محصولات،غنائم،فئی وغیرہ کی آمدنی سینکڑوں نہیں بلکہ لاکھوں دراہم اوردنانیر میں ہونی لگی،جس کی بنیاد پر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ محسوس کیا کہ ایک ایسا مقام ہونا چاہیے،جہاں ریاست کے آمدوخرچ ،ریاست کے اعمال،فوجی،ریاست کے دیگر ملازمین کی تعداد،ان کی تنخواہیں،اوران کا حساب کتاب موجود ہو،تاکہ ایک ریکارڈ کے طور پر یہ سب چیزیں محفوظ ہوں (الاحکام السلطانیہ ص۲۹۷،دارالحدیث القاھرہ)

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

# پنڈی میں سردیوں کی ایک شام

حمزہ ایک بارہ سال کا لڑکا تھا جو راولپنڈی کے ایک پرانے محلے چاہ سلطان میں رہتا تھا۔ نومبر کا آخری ہفتہ چل رہا تھا، اور حمزہ کو دن بدن موسم کی تبدیلی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ صبح اسکول کے لیے تیار ہوتا تو اسے ہوا میں خنکی کا مزہ آتا۔ شام کو جب وہ گلی میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے نکلتا، تو اس کے گال سرخ ہو جاتے اور ہاتھ سردی سے کانپنے لگتے۔ ایک دن صبح کے وقت حمزہ نے دیکھا کہ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے، اور دھند نے محلے کی چھتوں اور درختوں کو لپیٹ میں لے لیا تھا۔

”لگتا ہے، سردیاں آ گئیں!“

حمزہ نے اپنی ماں سے کہا، جو اس کے لیے ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔

”ہاں بیٹا، اب گرم کپڑے نکالنے کا وقت آ گیا ہے۔ شام کو تمہارے لیے نئی جیکٹ اور مفلر لینے بازار چلیں گے“

ماں نے جواب دیا۔ حمزہ کو سردیاں بہت پسند تھیں۔ اسے اپنے دادا کے ساتھ رضائی میں لپٹ کر رات کو کہانیاں سننا، اور اپنی امی اور ابو کے ساتھ شام کے وقت چائے اور مونگ پھلی کھانا بہت اچھا لگتا تھا۔ اسے خاص طور پر وہ وقت یاد آتا تھا جب سردیوں میں بارش ہوتی، اور وہ اپنی کھڑکی کے قریب بیٹھ کر بوندوں کو دیکھتے ہوئے گرم گرم دودھ پیتا تھا۔ ایک شام حمزہ اپنے دوستوں کے ساتھ لیاقت باغ میں کھیلنے گیا۔ باغ میں درختوں کے سوکھے پتے زمین پر بکھرے ہوئے تھے، اور ہوا کے جھونکوں سے ان کی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی۔

”کتنی خوبصورت سردی کی شام ہے!“

حمزہ کے دوست علی نے کہا۔ حمزہ نے اپنے مفلر کو اچھی طرح لپیٹتے ہوئے جواب دیا:

”ہاں، لیکن میری امی کہتی ہیں کہ اگر ہم گرم کپڑے نہ پہنیں تو بیمار ہو جائیں گے۔“

www.idaraghufran.org

بچوں نے خوب کھیلنے کے بعد ایک اسٹال سے ادرک والی چائے لی۔ حمزہ کو یہ چائے بہت مزے کی لگی۔ وہ سوچنے لگا کہ سردی کا اصل مزہ تو گرم چائے اور دوستوں کے ساتھ بیٹھنے میں ہے۔ حمزہ کے گھر پہنچنے پر ماں نے اسے فوراً کمبل میں لپیٹ لیا۔

”دیکھو! اگر تم نے خود کا خیال نہ رکھا تو زکام ہو جائے گا!“

ماں نے اسے تاکید کی۔ پھر اس کی ماں نے اسے گرم دودھ اور گاجر کا حلوہ لا کر دیا۔ حمزہ نے مزے سے کھاتے ہوئے کہا:

”امی! سردیاں تو بہت زبردست ہوتی ہیں“

”ہاں بیٹا، لیکن سردی کا مزہ تب ہی ہے جب تم خود کو اس سے بچاؤ۔ مفلر، جیکٹ، اور گرم جرابیں لازمی پہنا کرو۔ اور ہاں، رات کو رضائی کے بغیر نہ سونا!“

رات کو حمزہ اپنے دادا کے پاس بیٹھا۔ دادا نے آگ جلا رکھی تھی اور وہ پرانی کہانیوں کا خزانہ کھولے بیٹھے تھے۔ حمزہ رضائی میں گھس کر دادا کی باتیں سننے لگا۔

”بیٹا، سردی کے موسم میں آگ تاپنے اور ساتھ بیٹھنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے“ دادا نے کہا۔

”دادا! آپ کے وقت میں سردی کیسے ہوتی تھی؟“

حمزہ نے شوق سے پوچھا۔ دادا مسکرائے اور بولے:

”اس وقت نہ ہیٹر ہوتے تھے، نہ گرم پانی کے گیزر۔ ہم لکڑی جلا کر آگ تاپتے تھے، اور مکئی کی روٹی اور ساگ کھا کر پیٹ بھرتے تھے۔ لیکن اس وقت کا سکون آج کی تیز زندگی میں کہیں کھو گیا ہے۔“

حمزہ نے اپنی ماں کی باتوں اور دادا کی نصیحتوں کو دل سے سمجھ لیا۔ وہ جان گیا کہ سردی کا لطف لینے کے لیے خود کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگلے دن اسکول جاتے وقت اس نے مفلر اچھی طرح لپیٹا، جیکٹ پہنی، اور ماں سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی صحت کا ہمیشہ خیال رکھے گا۔

راولپنڈی کی سردیوں نے حمزہ کو نہ صرف ٹھنڈ کے موسم کا مزہ سکھایا بلکہ یہ بھی سکھایا کہ خوشی چھوٹے چھوٹے لمحوں میں چھپی ہوتی ہے، چاہے وہ مونگ پھلی کھانے کا ہو یا دادا کے پاس بیٹھ کر کہانی سننے کا۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط 85) مفتی طلحہ مدثر

# زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ 3)

معزز خواتین! زیب وزینت سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرامین میں سے بعض کا ذکر کیا گیا تھا، اسی سلسلے میں مزید کچھ اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل عادت مبارکہ یہ تھی، کہ آپ بال مبارک رکھتے تھے، کبھی کانوں کی لو تک، کبھی اس کے کچھ نیچے تک اور کبھی شانوں (کاندھوں) تک، اور سوائے مخصوص حالات کے آپ نے سر مبارک حلق نہیں کروایا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستقل طورا پنے بالوں کا خیال رکھتے تھے، بالوں میں کنگھی کا استعمال فرماتے تھے، تیل لگایا کرتے تھے، جس سے ایک ترتیب رہتی تھی، دیکھنے والوں کو سلیقہ کا احساس ہوتا تھا، بے سلیقہ رہنا اور حال سے بے حال رہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں تھا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أن رسولَ اللّٰه – صلَّى اللّٰه عليه وسلم – قال: " من كان لهُ شَعَرٌ، فليُكرِمْهُ (سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب فی اصلاح الشعر، رقم الحدیث 4163)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کسی شخص کے بال ہوں، تو اسے چاہیے کہ ان کا اکرام کرے“ (ابوداود)

بالوں کا اکرام کرنے سے یہی مراد ہے، کہ ان میں حسبِ حال کنگھی کی جائے، تیل وغیرہ لگا کر سلیقہ برقرار رکھا جائے، ایسی شکل وصورت نہ بنائی جائے، کہ دیکھنے والے کو یوں محسوس ہو، دور دراز سے میلوں کا سفر طے کر کے ابھی ابھی آمد ہوئی ہے۔

موطا امام مالک کی ایک مرسل روایت میں اسی طرح کا حکم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، چنانچہ یحی بن سعید فرماتے ہیں:

أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ لِي جُمَّةً .أَفَأُرَجِلُهَا؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: نَعَمْ .وَأَكْرِمْهَا.

www.idaraghufran.org

فَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ .لِمَاقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: وَأَكْرِمْهَا۔(موطا، كتاب الشعر، باب اصلاح الشعر)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا، میرے بال (مونڈھوں تک) لمبے ہیں، کیا میں ان میں کنگھی پھیرلیا کروں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! اوران کا خیال (واکرام) کرو''، تو ابو قتادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے بعض مرتبہ دن میں دومرتبہ تیل لگایا کرتے تھے (موطا)

بلکہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی موقع پر ایسے شخص پر نظر پڑ جاتی تھی، جس کے بال بکھرے ہوں، یا داڑھی گردوغبار میں اٹی پڑی ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے، چنانچہ عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ .فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ .فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ أَنِ اخْرُجْ .كَأَنَّهُ يَعْنِي إِصْلَاحَ شَعَرِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ .فَفَعَلَ الرَّجُلُ، ثُمَّ رَجَعَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: أَلَيْسَ هٰذَا خَيْراً مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ ثَائِرَ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ؟(موطا مالک، باب اصلاح الشعر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، کہ ایک شخص داخل ہوا، جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے اور پراگندہ تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ باہر نکل جاؤ، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بال درست کرنے کا فرمارہے تھے، تو وہ آدمی نکل گیا، پھر (اپنے بال درست کر کے دوبارہ آیا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا یہ حالت اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسے بکھرے بالوں کے ساتھ آئے جیسا کہ وہ شیطان ہو'' (موطا)

ان الفاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

# ”چشتی واشرف علی رسول“ کی تحقیق (قسط1)

## سوال

ہمیں آپ سے شریعت کی روشنی میں اہم مسئلہ کے بارے میں رہنمائی درکار ہے، امید ہے کہ مفصل ومدلل جواب دے کر تشفی کا سامان فراہم کریں گے، وہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک صاحب یوٹیوب پر مختلف قسم کے بیانات کرتے رہتے ہیں، اور بزرگوں کی عبارات اور واقعات پر تبصرے کرتے، اوران کی شان میں نازیباالفاظ وکلمات کہتے رہتے ہیں۔

یوں تو ان کے بیانات میں کئی چیزیں متنازع اور قابلِ تحقیق وتردید سامنے آتی رہتی ہیں۔

لیکن سرِ دست آپ سے ان کی بیان کردہ دو باتوں کے بارے میں تحقیق مطلوب ہے، جن کو وہ بہت زیادہ موضوعِ بحث بناتے رہتے ہیں اوراپنے مختلف بیانوں میں ان پر تبصرہ کرتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے عوام میں بہت تشویش پیدا ہوتی ہے۔

ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ معین الدین چشتی نے اپنے ایک مرید سے ”چشتی رسول اللہ“ کا کلمہ پڑھوایا، جو کفریہ بات ہے، اورختمِ نبوت کے خلاف ہے۔

اوردوسری بات مولانا اشرف علی تھانوی سے متعلق ہے کہ انہوں نے بھی اپنے ایک مرید سے ”اشرف علی رسول اللہ“ کا کلمہ پڑھوایا، یہ بھی ختمِ نبوت کے منافی ہے۔

کیونکہ مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی اور رسول نہ مانے۔

اور جب مذکورہ دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے مریدین سے اپنے نام کا کلمہ پڑھوالیا، تو یہ ختمِ نبوت کے خلاف اور کفریہ طریقہ ہوا۔

اور یہ صاحب دونوں بزرگوں اور ان کے متبعین کو اگرچہ صاف طور پر کافر تو نہیں

کہتے، لیکن یہ بات بار باراورتکیہ کلام کے طور پر بیان کرتے ہیں، جس سے مذکورہ بزرگوں کے ساتھ تمسخراوران کی طرف سے ختمِ نبوت کے انکار کی نسبت، لازم آنے کی کیفیت بن جاتی ہے، اور یہ باتیں سن کر پھر عامۃُ الناس میں مذکورہ شخصیات اوران کے عقیدت مندوں کے کافر ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ان دونوں واقعات کی حقیقت کوتفصیل کے ساتھ واضح فرمائیں گے۔ محمد بشارت

سکنہ، ڈسکہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**جواب**

پہلے تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے بدگمانی کرنا گناہ ہے، اوراسی وجہ سے عام مومن کے کلام کو بھی اس وقت تک کسی غلط، اوراس سے بڑھ کر کفریہ معنیٰ پرمحمول کرنے سے بچنے کا حکم ہے، جب تک اس کی کوئی بہتر، یا متبادل تاویل ہوسکتی ہو۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ کسی ادنیٰ مسلمان کی طرف بھی کفر کی طرف نسبت کرنے سے احتیاط کرنی چاہیے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کے کسی مجمل کلام سے کسی غلط معنیٰ کا احتمال نکلتا ہو، لیکن اسی شخص کے کلام میں اس کی توضیح وتصریح موجود ہو، تو پھراس کے کلام کواسی توضیح وتصریح کے تناظر میں ملاحظہ کرنا چاہیے، جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## سورہ حجرات کا حوالہ

سورہ حجرات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُونُوا

خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِسَاءٍ عَسٰى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ، وَلَا تَلْمِزُوْا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ. يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ .

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (سورة الحجرات، رقم الآيات ۹ الیٰ ۱۳)

ترجمہ: بس تمام مومنین بھائی بھائی ہیں، تو صلح کرادو تم، اپنے بھائیوں کے درمیان اور ڈرو تم اللہ سے، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اے ایمان والو! تمسخر نہ کرے کوئی قوم کسی قوم سے، ممکن ہے کہ وہ (جن سے کہ تمسخر کیا جارہا ہے) بہتر ہوں، ان (تمسخر کرنے والوں) سے اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ (عورتیں کہ جن کا تمسخر کیا جارہا ہے) بہتر ہوں، ان سے (جو کہ تمسخر کرنے والی ہیں) اور نہ عیب لگاؤ تم، اپنے (مومن بھائی) کو اور نہ پکارو تم، ایک دوسرے کو بُرے القاب سے، بہت برا ہے گناہ کا نام رکھنا، ایمان کے بعد اور جو توبہ نہیں کرے گا، تو یہی لوگ ظالم ہوں گے۔

اے ایمان والو! بچو تم بہت سے گمان قائم کرنے سے، بے شک بعض گمان گناہ ہیں، اور تجسس نہ کرو تم، اور غیبت نہ کریں تم میں سے بعض، بعض کی، کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی اس بات کو کہ کھائے وہ گوشت کو اپنے مُردہ بھائی کے، پس ناپسند کرتے ہو تم اس کو، اور ڈرو تم اللہ سے، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، رحیم ہے۔

اے لوگو! پیدا کیا ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے اور بنایا ہم نے تم کو مختلف خاندان اور قبیلے، تاکہ پہچان ہو تمہیں آپس میں، بے شک تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے

نزدیک وہ ہے، جو تم میں زیادہ تقویٰ والا ہو، بے شک اللہ خوب جاننے والا، خوب خبر رکھنے والا ہے (سورہ حجرات)

## ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا (صحيح البخاری، رقم الحديث ۵۱۴۳، كتاب النكاح، باب لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، اور تم ایک دوسرے کا تجسس نہ کرو، اور ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو، اور ایک دوسرے کے ساتھ بُغض نہ رکھو، اور آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ (بخاری)

## ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: مَرْحَبًا بِكِ مِنْ بَيْتٍ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَلَلْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ، إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنْكِ وَاحِدَةً وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا: دَمَهٗ، وَمَالَهٗ، وَأَنْ يُظَنَّ بِهٖ ظَنَّ السَّوْءِ (شعب الايمان، رقم الحديث ۶۲۸۰، فصل فيما ورد من الاخبار فی التشديد على من اقترض من عرض اخيه المسلم شيئا بسب او غيره) [1]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) کعبہ کی طرف دیکھا، تو فرمایا کہ تجھ کو مرحبا ہو، کوئی گھر بھی تیرے سے زیادہ قابلِ عظمت، اور تیری عزت سے زیادہ

[1] قال الالبانی:

هذا إسناد حسن، رجاله ثقات (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۴۲۰)

عظیم نہیں ہے، اور مؤمن کی عزت، اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ عظیم ہے، بے شک اللہ نے تیرے بارے میں ایک چیز کو حرام کیا ہے، اور مؤمن کی تین چیزوں کو حرام کیا ہے، اُس کے خون کو، اور اُس کے مال کو اور اُس کے ساتھ بُرا گمان کرنے کو

(بیہقی)

## عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

سلیمان بن عبید سے روایت ہے کہ:

**قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا تَظُنَّنَ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ فِي امْرِءٍ مُسْلِمٍ سُوئًا وَأَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مَحْمَلًا** (أمالی المحاملی – روایة ابن یحیی البیع، رقم الحدیث ۴۶۰، ص ۳۹۵، مجلس یوم الأحد لثلاث بقین من شهر ربیع الأول سنة ثلاثین وثلاثمائة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کلمہ، مسلمان شخص سے نکلے، تو آپ اس کے بارے میں برا گمان نہ کرو، جب تک آپ اس کے لیے اچھا محمل پاتے ہوں (امالی المحاملی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد، مزید تفصیل کے ساتھ مختلف سندوں سے مروی ہے۔

## عمر بن عبدالعزیز کی روایت

ابونعیم اصبہانی نے اپنے سند کے ساتھ عبدالعزیز بن عمر سے روایت کیا ہے کہ:

---

[1] قال الدکتور إبراهیم القیسی:

فی اسناده سلیمان بن عبید لم أتبینه، ولکنه توبع، وبقیة رجال الإسناد ثقات.

وهو موقوف علی عمر بن الخطاب رضی الله عنه ومن کلامه. وقد اخرجه الخطیب، وابن عساکر، وابن النجار عن سعید بن المسیب، عن عمر فی موعظة له طویلة وذکره، کذا فی الکنز: ۸/۲۳۵ (حاشیة أمالی المحاملی – روایة ابن یحیی البیع، رقم الحدیث ۴۶۰، ص ۳۹۵، مجلس یوم الأحد لثلاث بقین من شهر ربیع الأول سنة ثلاثین وثلاثمائة. الناشر: المکتبة الإسلامیة، دار ابن القیم – عمان – الأردن، الدمام)

قَالَ لِیْ أَبِیْ: یَا بُنَیَّ إِذَا سَمِعْتَ کَلِمَةً، مِنَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ فَلَا تَحْمِلْهَا عَلَی شَیْءٍ مِنَ الشَّرِّ مَا وَجَدْتَ لَهَا مَحْمَلًا مِنَ الْخَیْرِ (حلیة الاولیاء لابی نعیم الاصبهانی، ج۵ص۲۷۷، تحت ترجمة "عمر بن عبدالعزیز")

ترجمہ: مجھے میرے والد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب آپ کسی مسلمان شخص سے کوئی بات سنیں، تو آپ اس کو کسی شر والے پہلو پر محمول نہ کریں، جب تک کہ آپ خیر کا کوئی پہلو پائیں (حلیۃ الاولیاء)

## علامہ ابنِ تیمیہ کا حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک مقام پر فرمایا کہ:

**ومعلوم أن مفسر کلام المتکلم یقضی علی مجمله، وصریحه یقدم علی کنایته، ومتی صدر لفظ صریح فی معنی ولفظ مجمل نقیض ذلک المعنی وغیر نقیضه؛ لم یحمل علی نقیضه جزماً حتی یترتب علیه الکفر؛ إلا من فرط الجهل والظلم** (الاستغاثة فی الرد علی البکری لابنِ تیمیة، ص ۳۴۶،۳۴۷، فصل ۵، اثبات المؤلف لشفاعة النبی صلی الله علیه وسلم والتوسل المشروع)

ترجمہ: متکلم کے کلام کی تفسیر و توضیح، اس کے مجمل کلام کے لیے"فیصل" شمار ہوتی ہے، اور متکلم کا صریح کلام، اس کے کنائی کلام پر مقدم کیا جاتا ہے، اور جب کسی معنیٰ میں ایک صریح لفظ صادِر ہو، اور ایک مجمل لفظ اس معنیٰ کی نقیض اور غیر نقیض کا احتمال رکھتا ہو، تو اس کو یقینی طور پر نقیض پر محمول نہیں کیا جائے گا کہ اس پر کفر کا حکم مرتب کیا جائے، سوائے اس کے، جس نے جہل اور ظلم میں تفریط کا ارتکاب کیا ہو (الاستغاثة)

اب یہ بات ظاہر ہے کہ خواہ خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی شخصیت ہو، یا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی شخصیت، ان دونوں شخصیات نے دینِ اسلام کی جو عظیم خدمات سرانجام دی

ہیں، وہ نہ تو محتاجِ بیان ہیں، اور نہ ہی کسی کے تسلیم کرنے پر موقوف ہیں۔

ان حضرات کی زندگیاں ''**قال اللّٰہ وقال الرسول**'' میں گزریں، ہزاروں لاکھوں لوگوں کی ہدایت، اللہ کی وحدانیت، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تبلیغ اور نشر واشاعت ان کے رات دن کا مشغلہ رہا، کسی کو ان حضرات سے بعض جزئی وفروعی مسائل میں اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن ان کے اخلاص اور خدماتِ دینیہ میں شک کرنا حق بجانب نہیں ہوسکتا، اب اگر اس قسم کی شخصیات کی طرف بھی ایسی کفریہ باتوں کی برملا نسبت کی جائے، جن کا کسی عام مسلمان سے بھی سرزد ہونا مشکل ہو، تو پھر عام مسلمانوں کے ایمان کا کیا بنے گا۔

اس لئے جلیل القدر بزرگوں کی طرف اس قسم کی کفریہ باتوں کی نسبت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، اور حسنِ ظن کو بروئے کار لانا چاہیے، اور تحقیق کیے بغیر کوئی حکم نہیں لگانا چاہیے۔

## معین الدین چشتی کے واقعہ کی حقیقت

اس کے بعد عرض ہے کہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ کا شمار چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر اولیائے کرام میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنے زمانے میں اسلام کی نشر وواشاعت میں اہم کردار اداء کیا، ہندوستان میں آپ کے ذریعہ لاکھوں لوگوں نے اسلام قبول کیا، آپ کے مریدین اور شاگردوں میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ نظام الدین اولیاء، خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر، امیر خسرو، ہندوستان کے مشہور بادشاہ شمس الدین التمش اور فاتح دہلی شہاب الدین غوری جیسے جلیل القدر حضرات کا شمار ہوتا ہے۔

حضرت معین الدین چشتی کی طرف ''چشتی رسول اللہ'' کہلوانے کا جو واقعہ منسوب ہے، بعض اہلِ علم نے تو اس واقعہ کے وجود ہی کا انکار کیا ہے، جس کی رو سے، اس پر تبصرہ کرنے اور کوئی حکم لگانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

اور جن حضرات نے اس واقعہ کو ثابت مانا ہے، تو انہوں نے اس واقعہ کی حقیقت اور اس پر وارد ہونے والے شبہات پر علمی اعتبار سے کلام کر دیا ہے۔

## ''السنۃُ الجلیۃ فی الچشتیۃِ العلیۃ'' کا حوالہ

چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ''السنۃ الجلیۃ فی الچشتیۃ العلیۃ'' کے نام سے ایک مفصل کتاب تالیف کی ہے، جس میں چشتی سلسلہ کے بزرگوں پر وارد ہونے والے شبہات پر علمی کلام کیا ہے، اور اسی کتاب میں خواجہ معین الدین چشتی کے مذکورہ واقعہ کی حقیقت اور اس پر پیش کئے جانے والے شبہات کا جواب بھی تحریر فرمایا ہے۔

حضرت موصوف نے اس کتاب کے شروع میں ہی اس کتاب کو تصنیف کرنے کے مقصود کو بیان کرتے ہوئے ایسی اصولی چیزیں بیان کردی ہیں، جن سے سوال میں مذکورہ شبہ کا منشاء بھی معلوم ہوجاتا ہے۔

اس موقع پر حضرت موصوف نے واضح کردیا ہے کہ ایک زمانہ سے عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال بس گیا ہے، اور جہل بڑھنے کے ساتھ ہی اس خیال میں ترقی ہوتی جارہی ہے کہ اہلِ حق صوفیائے کرام میں شریعت کی اتباع نہیں ہوتی، یا بہت کم ہوتی ہے۔

اور اس خیال کی وجہ سے پھر مفاسد اور فتنے پیدا ہوتے ہیں، جن میں سے ایک مفسدہ وفتنہ کا تعلق تو ان کے اپنے بعض عقیدت مند لوگوں سے ہے کہ وہ لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ تصوف کے شعبہ میں شریعت کی اتباع ضروری نہیں، جبکہ یہ مفسدہ وفتنہ سرحدِ کفر سے ملا ہوا ہے، کیونکہ اس میں شریعتِ مقدسہ کے احکام کا انکار لازم آتا ہے۔

اور دوسرے مفسدہ وفتنہ کا تعلق ان حضرات کے غیر عقیدت مند لوگوں سے ہے کہ وہ لوگ خود تو شریعت کو واجبُ الاتباع قرار دیتے ہیں، لیکن ساتھ ہی وہ ان اہلِ حق صوفیائے کرام کو شریعت کا مخالف سمجھ کر ان کی شان میں گستاخی کرنے لگتے ہیں، اور یہ مفسدہ وفتنہ گناہ ہے کہ اس میں بلا دلیل، بلکہ خلافِ دلیل اللہ کے مقبول بندوں سے بدگمانی، اور ان کی شان میں بدزبانی کرنا لازم آتا ہے، جس کی قرآن وسنت میں مذمت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ:

ایک مدت سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ خیال بسا ہوا ہے، اور جوں جوں جہل کا غلبہ بڑھتا جاتا ہے، اس خیال میں قوت ہوتی جاتی ہے کہ حضراتِ صوفیہ میں عموماً اور چشتیہ میں خصوصاً شریعت کا اتباع نہیں ہوتا، یا کم ہوتا ہے، اور اس خیال سے دو مفسدے پیدا ہوتے ہیں، ایک ان حضرات کے معتقدین میں، دوسرا غیر معتقدین میں۔

معتقدین میں تو یہ مفسدہ ہوتا ہے کہ ان کے اعتقاد میں خود شریعت ہی کا اتباع اس خیال سے ضروری نہیں رہا کہ اگر ضروری ہوتا، تو یہ (صوفیاء) حضرات بھی متبعِ شریعت ہوتے۔

اور غیر معتقدین میں یہ مفسدہ ہوتا ہے کہ ان کے اعتقاد میں شریعت تو واجبُ الاتباع ہے، مگر چونکہ یہ (صوفیاء) حضرات ان کے زعم میں متبعِ شریعت نہیں، اس لیے وہ ان حضرات کی شان میں گستاخی کرنے لگے۔

اول مفسدہ تو سرحدِ کفر سے ملا ہوا ہے کہ اس میں جحود (وانکار) ہے، شریعتِ مقدسہ کا، جس کا وجوب نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔

اور دوسرا مفسدہ گو کفر نہیں، مگر درجہ بدعتِ شنیعہ و معصیتِ قطعیہ تک یقیناً پہنچا ہوا ہے کہ بلا دلیل، بلکہ خلافِ دلیل مقبولانِ الٰہی سے بدگمانی اور ان کی شان میں بدزبانی ہے، جو کہ نصوص کے خلاف ہے، اور نصوص کے خلاف عمل، اگر شبہ سے ہے، تو بدعت، ورنہ معصیت و فسق بلاشبہ ہے۔

وہ نصوص یہ ہیں:

قال تعالٰی: ولا تقف ما لیس لک بہ علم.

وقال تعالٰی: ان یتبعون الا الظن ، وان الظن لا یغنی من الحق شیئا.

وقال تعالٰی: بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ.

وقال تعالٰی: اجتنبوا کثیرا من الظن، ان بعض الظن اثم، ولا تجسسوا، ولا یغتب بعضکم بعضا.

**وقال تعالیٰ: ان الذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا.**

**وقال تعالیٰ فی الحدیث القدسی: من عادیٰ لی ولیا فقد آذنته بالحرب.**

**وغیر ذلک من الآیات والاحادیث.**

چونکہ یہ دونوں مفسدے ضرر میں شدید ہیں، اس لیے ان کی اصلاح کی سخت ضرورت تھی، اور کسی مفسدہ کی اصلاح کا متعین طریق، ازالہ ہوتا ہے، اس مفسدہ کے سبب کا، اور سبب اس کا جیسا اوپر مذکور ہوا، وہی خیال ہے، ان حضرات کے متبعِ شریعت نہ ہونے کا، تو اس خیال کے ازالہ کی ضرورت ثابت ہوگئی (السنة الجلیة فی الچشتیة العلیة، ص۱،۲، ناشر: کتب خانہ اشرفیہ، دہلی)

## ''السنةُ الجلیة فی الچشتیةِ العلیة'' کا دوسرا حوالہ

پھر اسی کتاب میں ایک مقام پر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے معین الدین چشتی کے مذکورہ واقعہ کو بیان فرما کر اس پر وارد ہونے والے شبہات کا جواب بھی دیا ہے، جس کا ماحصل یہ ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے مرید ہونے کے لئے آنے والے ایک شخص کا امتحان لینا چاہا، تاکہ معلوم ہوجائے کہ وہ جس کو شیخ بنانا چاہتا ہے، اس سے کس قدر عقیدت رکھتا ہے، اور کس قدر اس کی تعلیمات وہدایات کی پابندی واتباع کا جذبہ رکھتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کسی وقت اپنے شیخ سے کوئی جملہ ایسا سنے، جس کا وہ مطلب صحیح طور پر نہ سمجھے، اور غلط معنیٰ نکال کر خود کسی فتنہ میں مبتلاء ہو بیٹھے، یا کسی کو فتنہ میں مبتلاء کردے، اس مقصد کے لئے خواجہ صاحب نے اس مرید سے کہا کہ ایک مرتبہ اس طرح کہو کہ ''لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ'' چونکہ وہ شخص راسخ العقیدہ تھا اور اللہ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا، عقیدہ میں فساد نہیں تھا، اس لئے اس شخص نے یہ جملہ کہہ دیا، خواجہ صاحب نے اس کو بیعت کرلیا، اور پھر خود ہی اس جملہ وکلمہ کی وضاحت بھی فرمادی کہ اصل کلمہ وہی ہے، جو تم ہمیشہ پڑھتے ہو، یعنی ''لا الٰہ الا اللہ محمد

رسول اللہ ‘‘اور میرا مقصود تم سے اس کے خلاف کلمہ پڑھوانا نہیں تھا، بلکہ تمہاری عقیدت کا امتحان لینا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری کوئی حیثیت نہیں، میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام ہوں، جس سے معلوم ہوا کہ حضرت معین الدین چشتی کی اس امتحان والے جملہ میں چشتی کے رسول ہونے سے مراد، کفریہ معنیٰ نہیں تھے، جو ختمِ نبوت کے خلاف ہیں، بلکہ اللہ کے رسول کے واسطہ سے ’’اللہ تعالیٰ کا پیغام رساں اور احکام کی تبلیغ کرنے والا‘‘ ہونا مراد تھی، اور عربی زبان کی لغت میں ’’رسول‘‘ کے یہ معنیٰ آتے ہیں۔ ۱

قرآن مجید کی کئی آیات میں بھی رسول، یا اس کے مترادف الفاظ اسی معنیٰ میں استعمال ہوئے ہیں۔ ۲

۱ ر س ل:رسول (مفرد) :ج رسل ورسل:

- 1مبعوث، شخص يحمل الرسائل أو ينقل رسالة شفوية أو يقوم برحلة قصيرة لتوصيل رسالة (ويستوى فيه الواحد وغيره)" كان رسول خير -أوفد المتمردون رسولين للتفاوض -هم رسل دولتنا للتفاوض."

- 2من يبعثه الله تعالى بشرع يعمل به ويبلغه "محمد رسول الله وخاتم الرسل -(ما على الرسول إلا البلاغ) -(وأرسلناک للناس رسولا)."

- 3ملک "(أو يرسل رسولا فيوحى بإذنه)."

- 4واحد من المجموعة التى تكونت من اثنى عشر تابعا اختارهم السيد المسيح للتبشير بالإنجيل.

الرسول :محمد صلى الله عليه وسلم "(يأيها الناس قد جاء كم الرسول بالحق من ربكم) " رسول الله: محمد صلى الله عليه وسلم(معجم اللغة العربية المعاصرة، ج٢،ص ٨٨٩)

۲ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ .إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ. قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ. قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ. وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ(سورة يٰس،رقم الآيات ١٣،الیٰ ١٦)

قَالُوا يَالُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْکَ فَأَسْرِ بِأَهْلِکَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَکَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ(سورة هود ،رقم الآية ٨١)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ . قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ مُجْرِمِينَ .إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ. إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ .فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ(سورة الحجر ،رقم الآية ٥٧،الیٰ ٦١)

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ(سورة النمل ،رقم الآية ٣٥)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ . قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ مُجْرِمِينَ .لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ(سورة الذاريات ،رقم الآية ٣١ و ٣٢)

اور بعض احادیث میں بھی یہ الفاظ اسی معنیٰ میں استعمال ہوئے ہیں۔ [1]

چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے اس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں:

پھر فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میں شیخ معین الدین کی خدمت میں حاضر تھا، اور اہلِ صفہ بھی موجود تھے، اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا، اور بیعت کے لیے پابوسی کی، آپ نے اس کو بٹھالیا، اس نے عرض کیا کہ میں مرید ہونے آیا ہوں، فرمایا جو کچھ ہم کہیں گے، کرے گا، اگر یہ شرط منظور ہے، تو بے شک میں مرید کرلوں گا۔

اس نے کہا کہ جو کچھ آپ کہیں گے، وہی کروں گا۔

آپ نے فرمایا کہ تو کلمہ اس طرح پڑھتا ہے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

ایک بار اس طرح پڑھ ''لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ''

چونکہ راسخ العقیدہ تھا، اس نے فوراً پڑھ دیا۔

خواجہ نے اس سے بیعت لی، اور بہت کچھ خلعت ونعمت عطاء کی، اور فرمایا کہ میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا کہ تجھ کو مجھ سے کس قدر عقیدت ہے، ورنہ میرا مقصود یہ نہ تھا کہ تجھ

---

[1] عَنْ جَابِرٍ، قَالَ :بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ، نَتَلَقَّى عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً، قَالَ :فَقُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِهَا؟ قَالَ :نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ، قَالَ :وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ، فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ، قَالَ: قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ :مَيْتَةٌ، ثُمَّ قَالَ :لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(صحيح مسلم،رقم الحديث ۱۹۳۵ ''۱۷'')

عن يزيد بن شيبان، قال :أتانا ابن مربع الأنصارى، ونحن فى مكان من الموقف بعيد، فقال :إنى رسول رسول الله إليكم يقول " :كونوا على مشاعركم هذه، فإنكم على إرث من إرث إبراهيم "لمكان تباعده عمرو(مسند احمد،رقم الحديث ۱۷۲۳۳ ،حديث ابن مربع الأنصارى)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح، رجاله ثقات(حاشية مسند احمد)

عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَوْلَا أَنَّكَ رَسُولٌ لَقَتَلْتُكَ .يَعْنِي :رَسُولَ مُسَيْلِمَةَ (صحيح ابنِ حبان،رقم الحديث ۴۸۷۸)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية صحيح ابنِ حبان)

سے اس طرح کلمہ پڑھواؤں، میں کون اور کیا چیز ہوں، ایک ادنیٰ بندگان وغلامانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں، حکم وہی ہے، جو تو اول سے کہتا ہے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ '' اس بات سے تیری صدقِ عقیدت معلوم ہوئی، اب تو میرا مریدِ صادق ہوا، مرید کو ایسا ہی چاہیے کہ اپنے پیر کی خدمت میں صادق وراسخ ہو۔

**اشکال**: کیا امتحان کے لیے کلمۂ کفر کہلوانا جائز ہے۔

**حل**: کلمۂ کفر جب ہے کہ مأول نہ ہو، اور اگر یہ تاویل کی جائے کہ رسول سے مراد معنیٰ لغوی ہوں، اور عام ہوں بواسطہ وبلاواسطہ کو، اور اس بناء پر یہ معنیٰ ہوں گے کہ ''چشتی'' اللہ تعالیٰ کا پیام رساں اور احکام کی تبلیغ کرنے والا ہے، بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، جیسا حدیث وارد فی المشکاۃ، باب الوقوف بعرفۃ میں، ابنِ مربع انصاری صحابہ کا قول ہے ''ان رسول اللّٰہ الیکم'' جس میں لفظِ رسول اول بمعنیٰ لغوی ہے۔

اور جیسے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادوں کو جو انبیاء نہ تھے، سورہ یٰسین میں ''مرسل'' فرمایا ہے۔

تو پھر کلمۂ کفر نہیں رہتا۔

اسی طرح اگر یہ حمل تشبیہِ بلیغ پر مبنی ہو، جیسے ابو یوسف، ابو حنیفہ میں سب کے نزدیک مسلّم ہے، تب بھی کلمۂ کفر نہیں رہتا، اور ظاہری ومتبادر معنیٰ، مراد نہ لینے کی تصریح، خود حضرت خواجہ صاحب کے اس قول میں ہے، میں کون اور کیا چیز ہوں۔

البتہ یہ سوال باقی رہا کہ موہم کا استعمال بھی تو جائز نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ مجلس خاص تھی، اور مخاطب ودیگر سامعین خوش فہم تھے، اس لیے یہ مفسدہ محتمل نہ تھا۔

اب رہی یہ بات کہ آخر مصلحت ہی کیا تھی؟

جواب ظاہر ہے کہ مصلحت امتحان کی تھی، اس طرح کہ اگر یہ راسخ العقیدہ ہے، تو مجھ کو مخالف شریعت کا نہ سمجھے گا، کوئی تاویل کرلے، ورنہ بھاگ جائے گا (السنۃ الجلیۃ فی

www.idaraghufran.org

الچشتیة العلیة،ص۱۲۴،۱۲۵،باب سوم مجلسِ چہارم،واقعہ نمبر۳۰،ناشر: کتب خانہ اشرفیہ،دہلی)

ممکن ہے کہ مذکورہ واقعہ میں،اور کچھ تفصیل بھی ہو، جو بعض حکایت کنندہ نے ذکر نہ کی ہو،واللّٰہ أعلم۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ اگر حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے اس واقعہ کو اسی طرح تسلیم کرلیا جائے،جس طرح بعض حضرات نے اس کو نقل کیا ہے،تو بھی خود حضرت معین الدین چشتی اسی واقعہ میں خود واضح فرما چکے ہیں کہ اصل کلمہ''لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''ہے،ان کا مذکورہ مرید بھی ہمیشہ یہی پڑھا کرتا تھا،اور حضرت موصوف بھی یہی پڑھا کرتے تھے،اور وہ خود اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنی غلام سمجھتے تھے،جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقابل کے کوئی معنیٰ نہیں،انہوں نے صرف ایک مرتبہ مخصوص شخص سے جو اپنے نام کے الفاظ کہلوائے،وہ بطورِ امتحان کے تھے،جس سے اپنے آپ کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مترادف رسول قرار دلوانا مقصود نہ تھا، بلکہ رسول کے غیر معروف معنیٰ مراد تھے،رسول کے نمائندہ اور پیغام رساں کے معنیٰ مراد تھے،اور اس لفظ کا لغت اور قرآن وسنت میں اس معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے،جیسا کہ گزرا۔

اب کسی کو اس بات میں تو اختلاف کی گنجائش ہوسکتی ہے کہ حضرت شیخ کو اپنے مرید کا ان الفاظ کے ساتھ امتحان لینا،یا کسی کا خواص کے اس واقعہ کو کتابوں میں اس طرح سے نقل کرنا،مناسب نہیں تھا،جو عوام کے لئے شبہ کا باعث بنے،اور کسی کا اس طرح کا اختلاف کرنا،قابلِ مذمت نہیں، جیسا کہ بہت سے دوسرے مسائل میں مجتہدین،محدثین اور مفسرین کا باہم اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے دوسرے پر گمراہی کا حکم لگانا،اور اس سے بڑھ کر حضرت شیخ کی طرف ختمِ نبوت کے انکار کی نسبت کرنا،کم علمی،اور سخت تعصب وتشدد پر مبنی طرزِ عمل ہے،جس سے ہر مسلمان کو اجتناب کرنا چاہیے،اور جلیل القدر بزرگانِ دین کی شان میں اس طرح کی الزام تراشیوں وبہتان سازیوں کو سننے کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

(جاری ہے............)

**کیا آپ جانتے ہیں؟** مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

# تجارتی بائیکاٹ، اور اس میں غلو وبے اعتدالی (قسط5)

## ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

اور حضرت ثمامہ کا وہ واقعہ، جس کو بہت سے فقہاء ومحدثین نے کفار سے تجارت ومعاملات کے جائز ہونے کے استدلال میں ذکر کیا ہے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے، اور اس میں مشرکینِ مکہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنے، اور مسلمانوں کو بیت اللہ کے عمرہ وطواف سے روکنے پر حضرت ثمامہ کی یمامہ سے تجارت روکنے کی دھمکی دینے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پر اس کو موقوف کرنے کا ذکر ہے۔

چنانچہ امام بیہقی وغیرہ نے اس سلسلہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تفصیلی حدیث کو روایت کیا ہے، جس میں حضرت ثمامہ کے اسلام لانے اور بعد میں عمرہ کے لئے جانے اور قریشِ مکہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں زبان درازی کرنے کے نتیجہ میں ابو ثمامہ کے غصہ میں آکر اپنے علاقہ سے مکہ میں آنے والے غلہ کی بندش کرنے اور پھر اہلِ مکہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثمامہ کے اس عمل سے روکنے کے لئے تحریر کرنے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ثمامہ کو غلہ بھیجنے کی اجازت دینے کا ذکر ہے۔[1]

---

[1] فخَرَجَ مُعتَمِرًا، فلَمّا قَدِمَ مَكّةَ وسَمِعَته قُرَيشٌ يَتكَلَّمُ بأَمرِ محمدٍ مِنَ الإسلامِ قالوا :صبأَ ثُمامَةُ. فأَغضَبوه فقالَ :إنِّى واللهِ ما صَبَوتُ، ولَكِنِّى أسلَمتُ وصَدَّقتُ محمدًا وآمَنتُ به، وايمُ الَّذِى نَفسُ ثُمامَةَ بيَدِه لا تأتيكُم حَبَّةٌ مِنَ اليَمامَةِ -وكانَت ريفَ مَكّةَ،ما بَقِيتُ حَتَّى يأذَنَ فيها محمدٌ -صلى الله عليه وسلم -. وانصرَفَ إلَى بَلَدِه ومَنَعَ الحَملَ إلَى مَكَّةَ حَتَّى جُهِدَت قُرَيشٌ، فكَتَبوا إلَى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم - يَسألونَه بأَرحامِهِم أن يَكتُبَ إلَى ثُمامَةَ يُخَلِّى إلَيهِم حَملَ الطَّعامِ، ففَعَلَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم (السنن الكبرىٰ للبيقى،رقم الحديث ١٨٠٨٥)

حدثنا بشر بن موسى ، نا الحميدى ، نا سفيان ، نا ابن عجلان ، عن سعيد المقبرى ، عن أبيه ، عن أبى هريرة قال :لما أسلم ثمامة بن أثال اغتسل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور بعض روایات میں تصریح ہے کہ اس زمانہ میں اہلِ مکہ حربی تھے۔ ؎

بعض روایات میں تصریح ہونے کے علاوہ اس وقت میں اہلِ مکہ کے محارب کفار ہونے کی تصریح محققین بھی فرما چکے ہیں، خود اس حدیث میں بھی ان مشرکینِ مکہ کے مسلمانوں کو حج، عمرہ، وطواف سے روکنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور اسلام کی شان میں زبان درازی کرنے، اور صحابی کے سخت غضبناک ہونے اور شدتِ غضب میں ان کفار ومشرکین کے پاس غلہ واشیاء کی تجارت کو بند کرنے کی دھمکی دینے کا صاف طور پر ذکر ہے۔

لیکن اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مشرکینِ مکہ سے محاربت اور زبان درازی بند اور ختم کرنے وغیرہ کی شرط وقید کے بغیر، ان سے تجارت بند نہ کرنے اور جاری رکھنے کا حکم دینے کا ذکر ہے۔

جمہور فقہاء ومحدثین نے بھی اس حدیث اور واقعہ سے یہی حکم اخذ کیا ہے۔

اور آج کے دور میں جو حضرات مختلف مواقع پر محارب، وزبان دراز کافروں سے تجارت، اور خرید وفروخت کرنے کو ان کے ساتھ محبت ودوستی، اور ''موالات'' کا عنوان دیتے ہیں، جس کی قرآن وسنت میں صاف طور پر ممانعت آئی ہے، یا فتوے کی رو سے حلال کہنے کے باوجود، اس کو ''غیرتِ ایمانی'' کے خلاف قرار دیتے ہیں، جو ظاہر وباطن کے ہر پہلو کی جہت سے اللہ کے بعد مخلوق میں سب سے زیادہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی، لیکن آپ نے اس غیرت کو اختیار نہیں فرمایا، تو یہ حضرات اس موقف میں تسامح وغلط فہمی کا شکار ہیں، جس چیز کو شرعاً حلال تسلیم کرلیا

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وجاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال :يا محمد ما كان على الأرض وجه أبغض إلى من وجهك وما على الأرض وجه أحب إلى من وجهك والله لا يحمل إلى مكة جبة من طعام حتى يسلموا فقدم اليمامة فحبس عنهم فشق ذلك عليهم فكتبوا إلى النبى صلى الله عليه وسلم إنك تأمر بصلة الرحم وإن ثمامة قد حبس عنا الحمل فكتب إليه النبى صلى الله عليه وسلم فحمل إليهم (معجم الصحابة لابن قانع، رقم الحديث ٢٠٠، تحت ترجمة: ثمامة بن أثال بن النعمان بن مسلمة)

؎ ثم كتب أبو ثمامة إلى أهل مكة، وهم يومئذ حرب للنبى صلى الله عليه وسلم، وكان مادة أهل مكة من قبل اليمامة :أم والله الذى لا إله إلا هو، لا يأتينكم طعام ولا حبة من قبل اليمامة حتى تؤمنوا بالله ورسوله، فأضر ذلك بأهل مكة حتى كتبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهم حرب، فشكوا ذلك إليه، فكتب إلى أبى ثمامة، أن لا تقطع عنهم موادهم التى كانت تأتيهم .ففعل (تاريخ المدينة لابن شبة، ج ٢، ص ٤٣٨، ذكر سرايا رسول الله صلى الله عليه وسلم)

گیا، اور اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثبوت ہوگیا، اور فقہائے کرام سے بھی اس عمل کا محارب ہونے کے باوجود عدمِ تعاون میں داخل ہونا ثابت ہوگیا، تو ایسی صورت میں یہ سببِ جدید نہیں کہ اس کو غیرتِ ایمانی کے خلاف قرار دے کر منع کیا جائے۔

ان حضراتِ گرامی سے دین کے ادنیٰ سے ادنیٰ حکم کا بھی ثبوت ملتا ہے، لیکن اس عمل کے غیرتِ ایمانی کے خلاف ہونے کا ان سے کہیں ثبوت نہیں ملتا۔

## ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللهَ يَغَارُ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ (صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٧٦١ "٣٦")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، اللہ غیرت والا ہے، اور مومن بھی غیرت والا ہوتا ہے، اور اللہ کو اس بات پر غیرت آتی ہے کہ مومن، اللہ کی حرام کردہ چیز کو اختیار کرے (صحیح مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَمَا تَغَارُ؟ "قَالَ " :وَاللهِ، إِنِّي لَأَغَارُ، وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي، وَمِنْ غَيْرَتِهِ نَهَى عَنِ الْفَوَاحِشِ (مسند احمد، رقم الحديث ٨٣٢١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ کو بھی غیرت محسوس ہوتی ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! مجھے بھی غیرت آتی ہے، اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے، اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے ہی فواحش سے منع فرمایا ہے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :الْمُؤْمِنُ يَغَارُ، الْمُؤْمِنُ يَغَارُ، الْمُؤْمِنُ يَغَارُ، وَاللهُ أَشَدُّ غَيْرًا (مسند احمد،رقم الحديث ٧٢١٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن غیرت مند ہوتا ہے، مومن غیرت مند ہوتا ہے، مومن غیرت مند ہوتا ہے (تین مرتبہ یہ جملہ بطورتاکید کے فرمایا) اور اللہ سب سے زیادہ غیرت مند ہے (مسند احمد)

ظاہر ہے کہ کسی کافر حربی سے حلال چیز کی خرید وفروخت فواحش کے مفہوم میں داخل نہیں، ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور صحابۂ کرام اس کی قولاً وفعلاً اجازت نہ دیتے، بلکہ منع فرماتے، اور اس سے اجتناب فرماتے، اور آپ کی اتباع میں جمہور فقہائے کرام ومحدثینِ عظام بھی، اس کی اجازت نہ دیتے۔

مومن کی جو غیرت، اللہ اور اس کے رسول کی غیرت کے خلاف ہو، وہ معتبر نہیں، خواہ اس کو ظاہر کی غیرت کہا جائے، یا باطن کی غیرت کہا جائے، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے غیرت کی تمام اقسام کی تکمیل فرمادی ہے۔

## عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللهِ، وَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ(صحيح مسلم،رقم الحديث ٢٧٦٠ "٣٣")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں، اور اسی غیرت کی وجہ سے اللہ نے فواحش کو حرام کیا، ظاہر کی فواحش کو بھی اور باطن کی فواحش کو بھی، اور اللہ کے مقابلہ میں کوئی بھی ایسا نہیں، جس کو مدح زیادہ محبوب ہو (مسلم)

ظاہر ہے کہ جب اللہ کے مقابلہ میں کوئی بھی زیادہ غیرت مند نہیں، اور اسی غیرت کی وجہ سے اللہ نے ہر قسم کے فواحش کو حرام کیا ہے، تو جن چیزوں کو اللہ نے حلال قرار دیا، وہ غیرتِ اسلامی وغیرتِ شرعی کے خلاف ہونے سے خارج ہوگئیں۔

اگرچہ وہ کسی بڑے سے بڑے غیرت مند کو غیرت کے خلاف معلوم ہوتی ہوں۔

## مغیرہ، سعد بن عبادہ، وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث

چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ :لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، وَاللَّهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي، وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلاَ أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللَّهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنْذِرِينَ، وَلاَ أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَ اللَّهُ الْجَنَّةَ (صحيح البخارى، رقم الحديث ٧٤١٦)

ترجمہ: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو دیکھوں، تو میں کسی انتظار کے بغیر اس کو تلوار سے قتل کردوں گا، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم سعد کی غیرت پر تعجب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں، اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے، اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے ظاہری وباطنی ہر قسم کے فواحش کو حرام قرار دیا ہے، اور اللہ کے مقابلہ میں کوئی بھی عذر کو سب سے زیادہ پسند نہیں کرتا، اور اسی وجہ سے اللہ نے خوش خبری سنانے اور ڈرانے والے نبیوں کو بھیجا ہے، اور کوئی بھی اللہ کے مقابلہ میں مدح کو زیادہ پسند کرنے والا نہیں، اور اسی وجہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے (صحیح بخاری)

اور حضرت سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ:

حَضَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدُ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ وَجَدْتُ عَلَى بَطْنِ امْرَأَتِي رَجُلًا أَضْرِبُه بِسَيْفِي؟ قَالَ " :أَيُّ بَيِّنَةٍ

أَبْيَنُ مِنَ السَّيْفِ؟ "قَالَ :ثُمَّ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ، فَقَالَ " :كِتَابُ اللهِ وَالشُّهَدَاءُ "قَالَ سَعْدٌ :يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ بَيِّنَةٍ أَبْيَنُ مِنَ السَّيْفِ؟ قَالَ : "كِتَابُ اللهِ وَالشُّهَدَاءُ .أَيَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، هَذَا سَيِّدُكُمُ اسْتَفَزَّتْهُ الْغَيْرَةُ، حَتَّى خَالَفَ كِتَابَ اللهِ "، قَالَ :فَقَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ سَعْدًا غَيُورٌ، وَمَا طَلَّقَ امْرَأَةً قَطُّ فَقَدَرَ أَحَدٌ مِنَّا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا لِغَيْرَتِهِ .قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :سَعْدٌ غَيُورٌ، وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي (مسند احمد،رقم الحديث ١٣)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سعد بن عبادہ حاضر ہوئے،اورعرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!اگر میں اپنی بیوی کے پیٹ پر ایک آدمی کو پاؤں،تو کیا میں اس کو اپنی تلوار سے قتل کردوں،اور کہا کہ کونسی دلیل تلوار سے زیادہ واضح ہوسکتی ہے؟ پھر اپنے قول سے رجوع کیا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور گواہ (تلوار سے زیادہ واضح دلیل) ہیں،حضرت سعد نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول تلوار سے زیادہ اورکونسی واضح دلیل ہوسکتی ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور گواہ،پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت یہ سعد تمہارا سردار ہے،اس پر غیرت کا اتنا غلبہ ہوگیا(اور جوش چڑھ گیا) کہ اللہ کی کتاب کی بھی مخالفت پر اتر آئے ہیں،اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!دراصل سعد بہت غیرت مند شخص ہیں،اورانہوں نے کبھی کسی طلاق یافتہ عورت سے ہم میں سے کسی کے برابر بھی اپنی غیرت کی وجہ سے نکاح نہیں کیا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بہت غیرت مند ہیں،اور میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں،اوراللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے(مسند احمد)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ :(وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ

شُهَدَاءَ ) (النور) قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ :لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ مَعَ أَهْلِي رَجُلًا، أَنْتَظِرُ حَتَّى أَجِيءَ بِأَرْبَعَةٍ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ قَالَ :لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، وَلَوْ رَأَيْتُهُ لَعَاجَلْتُهُ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ : انْظُرُوا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ، إِنَّ سَعْدًا لَغَيُورٌ، وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَغْيَرُ مِنِّي(المعجم الاوسط،للطبرانی،رقم الحدیث۲۷۹۷) [1]

ترجمہ: جب سورہ نور کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ

’’اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں کو تہمت لگائیں، پھر نہ لائیں وہ چار گواہ‘‘

تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو دیکھ لوں، تو کیا میں چار گواہوں کا انتظار کروں گا؟ تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، حضرت سعد نے کہا کہ نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اگر میں اس (آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ ) کو دیکھ لوں، تو میں اس کو جلدی سے تلوار کے ذریعہ قتل کردوں گا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اے انصار اپنے سردار کو دیکھ لو، کیا کہہ رہا ہے، بے شک سعد بہت غیرت مند ہے، لیکن میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں، اور اللہ عز وجل مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے(طبرانی)

جب اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مقابلہ میں کسی غیور صحابی کی بھی غیرت معتبر نہیں، تو آج کسی غیر صحابی غیرت مند کی غیرت کا کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے۔

اور جب اللہ نے کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا، بلکہ حلال قرار دیا، اور اللہ کے رسول، جو انسانوں میں سب سے زیادہ بشیر ونذیر ہوتے ہیں، تو انہوں نے بھی کسی چیز کو حلال قرار دیا ہو، اور اسی کی جمہور فقہاء ومحدثین نے توضیح وتصریح کی ہو، اس کو غیرتِ ایمانی کے خلاف ہونے کا لبادہ اڑھانا کیسے درست قرار پاسکتا ہے؟ (جاری ہے............)

---

[1] قال الهيثمي:رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد،تحت رقم الحدیث ۷۷۲۹،باب الغيرة)

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

# حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ ہشتم)

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا سفر ابھی جاری تھا، کشتی کے واقعہ اور لڑکے کے قتل کے واقعہ اور سوال وجواب کے بعد دونوں حضرات کا سفر شروع ہوا، تو کچھ سفر طے کرنے کے بعد دونوں حضرات ایک بستی میں پہنچے، اب چاہیے تو یہ تھا کہ اس بستی میں پہنچنے کے بعد بستی والے خود سے ان دونوں بزرگوں کی مہمان نوازی کرتے، کیونکہ اچھے لوگ تو ہمیشہ مہمانوں کے کہے بغیر کھانا پیش کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

لیکن خود سے مہمان نوازی کرنا تو درکنار، ان دونوں بزرگوں نے بھوک لگنے پر ان سے کھانا مانگا، تو ان بستی والوں نے کھانا دینے سے ہی انکار کر دیا۔

اس دوران حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا گزر، بستی میں ایک ایسی دیوار کے سامنے سے ہوا، جو کہ بس گرنا ہی چاہتی تھی۔

یہ معاملہ دیکھ کر چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے تنگ دل اور بے مروت لوگوں پر غصہ آتا، مگر حضرت خضر (علیہ السلام) نے غصہ کے بجائے ان پر احسان کیا، اور ان لوگوں کے رویہ، اور مہمان نوازی سے انکار کے باوجود، اس دیوار کو صحیح کر دیا۔[1]

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی طبیعت میں چونکہ جلال تھا، اس لیے اس موقع پر بھی ان سے نہ رہا

---

[1] فانطلقا حتى إذا أتيا أهل قرية استطعما أهلها فأبوا أن يضيفوهما فوجدا فيها جدارا يريد أن ينقض أى مائلا، فقال الخضر بيده فأقامه فقال موسى: قوم أتيناهم فلم يطعمونا ولم يضيفونا لو شئت لاتخذت عليه أجرا قال هذا فراق بينى وبينک سأنبئک بتأويل ما لم تستطع عليه صبرا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وددنا أن موسى كان صبر حتى يقص الله علينا من خبرهما (تفسير ابنِ كثير ، ج٥ ص١٥٨ ، سورة الكهف)

گیا، فوراً بول پڑے کہ آپ کا معاملہ بھی عجیب ہی ہے، ان لوگوں نے تو ہمیں کھانا تک دینے سے بھی انکار کردیا، مگر آپ نے ان کی اتنی بڑی دیوار، بغیر کسی اجرت ومزدوری کے یونہی درست کردی، اگر ایسے کرنا ہی تھا، تو پھر کم ازکم اس کے لئے ان سے کوئی اجرت اور مزدوری ہی لے لیتے، جس سے ہم اپنے کھانے، پینے کا انتظام ہی کردیتے، اوران لوگوں کے لئے بھی ایک درس عبرت ہوجاتا، جنھوں نے ہمیں ضرورت وطلب اور مانگنے کے باوجود کھانا تک نہ دیا، تو آپ نے ایسا کیوں نہ کیا کہ ان بے قدرے اور ناشکرے لوگوں سے کوئی اجرت ہی لے لیتے، جوکہ آپ کے اس عمل کا حق بنتا تھا، اور جس کے ہم ضرورت مند بھی ہیں، اور ایسے بداخلاق لوگ اس قابل ہی نہیں کہ ان کا کوئی کام مفت کیا جائے۔

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا (سورة الكهف، رقم الآية ٧٧)

یعنی ’’چنانچہ وہ دونوں پھر روانہ ہوگئے، یہاں تک کہ جب ایک بستی والوں کے پاس پہنچے تو اس کے باشندوں سے کھانا مانگا تو ان لوگوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کردیا، پھر انہیں وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی، ان صاحب نے اسے کھڑا کردیا، موسیٰ نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام پر کچھ اجرت لے لیتے‘‘۔

حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کی بات جب سنی تو فرمایا کہ جناب آپ پر حجت تمام ہوچکی، اور آپ نے مجھے حق دیا تھا کہ اگر آپ میری کسی بات پر اب کوئی سوال کریں، تو میں اپنی مصاحبت سے آپ کو الگ کردوں۔

چنانچہ اب میں آپ سے کہتا ہوں کہ اب ہماری جدائی کا وقت آ گیا ہے۔

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ

صَبْرًا (سورۃ الکھف، رقم الآیۃ ۷۸)

یعنی ”انہوں نے کہا کہ لیجیے میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا، اب میں آپ کو ان باتوں کا مقصد بتائے دیتا ہوں، جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا“۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور حضرت موسیٰ اس واقعہ کے بعد، حضرت خضر سے الگ ہو گئے، اور آخر میں حضرت خضر نے فرمایا کہ میں اب آپ کو ان تمام امور کے اسرارِ تکوینیہ سے بھی آگاہ کر دیتا ہو، جن پر آپ سکوت نہ کر سکے، اور اس کے بعد حضرت خضر نے یکے بعد دیگرے تمام واقعات کی حقیقت آپ کے سامنے کھول دی۔ [1]

---

[1] یہ واقعہ صحیحین میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے:

”فانطلقا حتى إذا أتيا أهل قرية استطعما أهلها فأبوا أن يضيفوهما فوجدا فيها جدارا يريد أن ينقض“قال: مائل، فقام الخضر فأقامه بيده، فقال موسى: قوم أتيناهم فلم يطعمونا ولم يضيفونا”لو شئت لاتخذت عليه أجرا،قال هذا فراق بيني وبينك - إلى قوله: - ذلك تأويل ما لم تسطع عليه صبرا“ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وددنا أن موسى كان صبر حتى يقص الله علينا من خبرهما (صحيح البخارى، رقم الحديث ۴۷۲۵، كتاب تفسير القرآن، سورة الكهف، صحيح مسلم ۲۳۸۰”۱۷۴“)

”اس کے بعد پھر چلنا شروع کیا، یہاں تک کہ ایک گاؤں پر گذر ہوا، انہوں نے گاؤں والوں سے درخواست کی کہ ہمیں اپنے یہاں مہمان رکھ لیجیے، انہوں نے انکار کر دیا، اس بستی میں ان لوگوں نے ایک دیوار کو دیکھا کہ گرا چاہتی ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کھڑا کر دیا، موسیٰ علیہ السلام نے تعجب سے کہا کہ ہم نے ان لوگوں سے مہمانی چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا، آپ نے اتنا بڑا کام کر دیا، اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت ان سے لے سکتے تھے، خضر علیہ السلام نے کہا کہ:

”هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ“

(یعنی اب شرط پوری ہو چکی، اس لیے ہماری اور آپ کی مفارقت کا وقت آ گیا ہے)

اس کے بعد خضر علیہ السلام نے تینوں واقعات کی حقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلا کر کہا:

”ذٰلِكَ تَأْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا“

”یعنی یہ ہے حقیقت اُن واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پورا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ جی چاہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور کچھ صبر کر لیتے تو ان دونوں کی اور کچھ خبریں معلوم ہو جاتیں“ (بخاری، مسلم)

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

# گلے کا درد اور نگلنے وسانس لینے میں تکلیف

گلے کے امراض میں گلے کا درد اور نگلنے وسانس لینے میں تکلیف کا مرض نہایت تکلیف دہ ہے، اگر مریض کو سانس لینے میں تکلیف ہو تو یہ ہوا کی نالی میں ورم ہونے (یعنی ورمِ حنجرہ) کی علامت ہے، اور اگر کسی چیز کے نگلنے میں تکلیف ہو تو یہ غذا کی نالی میں ورم ہونے (یعنی ورمِ مری) کی علامت ہے، اور بعض اوقات لوزتین یعنی ٹانسلز یا لُہات کے ورم زدہ ہونے سے بھی یہ شکایات پیدا ہو جاتی ہیں، اور گلے کے مقام پر باہر سے بھی سوجن اور سُرخی نظر آتی ہے، مذکورہ بالا تکالیف کا یونانی اطباء کے مطابق خناق (یعنی گلا گھٹنا یا سانس رکنا) نام ہے، لیکن جدید میڈیکل سائنس میں ہر علامت کا الگ الگ نام ہے، مگر مذکورہ تمام علامات کا علاج قریب قریب ہے۔

ویسے تو یہ مرض ہر عمر میں ہوسکتا ہے، مگر عموماً نو جوان بچوں اور جوانوں میں یہ مرض زیادہ ہوتا ہے۔

**اسباب:** کھانے پینے کی بد پرہیزی، اور زیادہ ترسموسے یا کوئی اور روغنی غذا کھانے کے بعد برف کا پانی پی لینا، یا گرد وغبار یا کسی خراش دار چیز کا حلق میں چلے جانا، سرد یا برف والے پانی کا استعمال کرنا، یا سردی میں رہنا، وغیرہ جیسے اسباب حلق کے مذکورہ امراض کے بنیادی اسباب ہیں۔

**علامات:** حلق میں خشکی، گرانی اور درد معلوم ہوتا ہے، یا خراش ہو کر بار بار کھانسی آتی ہے، جیسے گلے میں کوئی چیز اٹکی ہوئی ہو، اور مریض بار بار تھوک نگلنے کی کوشش کرتا ہے، اور تھوک نگلنے میں بھی تکلیف ہوتی ہے، کھانسنے کے ساتھ کبھی بلغم نکلتا ہے، اس کے علاوہ اس مرض میں عموماً قبض کی شکایت بھی ہو جاتی ہے۔

منہ کا ذائقہ صفراء کی زیادتی میں کڑوا، بلغم کی زیادتی میں پھیکا اور خون کی زیادتی میں میٹھا ہوتا ہے، اگر کان کی اندرونی نالی کی طرف ورم بڑھ جائے تو مریض کے سُننے کی طاقت کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے، اور اگر مناسب علاج نہ کیا جائے تو مریض وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہرہ بھی ہوسکتا ہے، آواز بیٹھ جاتی ہے، یا پھر آواز بدل کر بھاری ہو جاتی ہے، منہ سے ناگوار قسم کی تیز بو

محسوس ہوتی ہے، ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے، اس مرض کا بار بار حملہ ہوتا رہتا ہے، جس سے مرض کا مادہ لوزتین کی جڑ تک پہنچ جاتا ہے، اگر مرض زیادہ سخت ہوتو گلے کی بیرونی جانب بھی سرخی اور ورم معلوم ہوتا ہے، اور سانس رُک رُک کر آتا ہے۔

**علاج:** مرض کی ابتداء میں نیم گرم پانی میں نمک ڈال کر دن میں تین چار مرتبہ غرارے کرنا فائدہ مند ہوتا ہے، یا پھر آدھا چمچ دھنیا اور تھوڑا سا نمک ایک گلاس پانی میں جوش دیں، جب پانی نیم گرم ہوتو اس پانی کے غرارے کرائیں، یا پھر اس پانی میں تین ٹکیہ ڈسپرین ڈال لیں، اور اس پانی کے غرارے کرائیں، بعض اوقات مرض اسی علاج سے ختم ہوجاتا ہے، اور مریض صحت یاب ہوجاتا ہے۔

اگر بخار تیز ہو، اور پیاس کی بھی شدت ہو، حلق میں جلن اور سوزش ہو اور بے چینی ہو، تو یہ صفراء کی زیادتی کی علامات ہیں، ایسی صورت میں متبادل طریقۂ علاج کے طور پر دونوں کانوں کے پیچھے، اور گردن کے درمیان میں ایک دن یا ضرورت ہوتو دو دن کسی ماہر اور ہوشیار طبیب سے حجامہ کرانا مفید ہے، نیز اگر ٹھوڑی کے نیچے، دونوں شانوں کے درمیان اور پنڈلیوں کے نیچے بھی حجامہ یا سینگی لگوالی جائے تو یہ بھی بے حد مفید ہے، حجامہ کے بعد کسی ماہر معالج کے مشورہ سے خمیرہ گاؤزبان کے ساتھ دیگر دواء وغیرہ استعمال کرنی چاہئے۔

اس کے علاوہ قسط البحری (یعنی کُٹھ شیریں)، کوزہ مصری، سونف اور ملٹھی سب چیزوں کا سفوف ہم وزن اور قبض کی صورت میں تھوڑی سی سناء مکی اس میں شامل کرکے استعمال کرانا بھی حلق کے جملہ امراض میں مجرب ومفید ہے۔

**پرہیز اور غذائیں:** حلق کے امراض عموماً جسم میں گرمی خشکی کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا ایسے مریض کو گرم خشک غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے، چنانچہ گوشت، خشک مزاج آئل سے پرہیز رکھیں، اور نرم وہلکی اور زود ہضم غذا جیسے حریرہ، یا سوجی کا حلوہ، یا مونگ کی دال، پتلا دلیہ مریض کو کھلایا جائے، گجریلا، کھیر، دودھ والی سویاں، دودھ جلیبی، سبزی میں ہر قسم کا کدو، گاجر، گھیا توری، سفید شلغم، پھلوں میں امرود، گرما، سردا، کیلے کا ملک شیک، کسٹرڈ، فرنی وغیرہ استعمال کرائی جائیں،

﴿بقیہ صفحہ ۵۹ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

**اخبارِ ادارہ** مفتی محمد ناصر

# ادارہ کے شب وروز

□...... 28/ربیع الاول بروز جمعرات، تا 22/ربیع الثانی، بروزہ ہفتہ مفتی طلحہ مدثر صاحب (معین مفتی، دارالافتاء) عمرہ کی ادائیگی کے لئے حرمین شریفین کے سفر میں رہے۔

□...... 30/ربیع الثانی بروز اتوار، ادارہ کے قدیم طالبِ علم، حافظ محمد حذیفہ صاحب کی دعوتِ ولیمہ میں چند اراکینِ ادارہ کا مرغز (صوابی) جانا ہوا۔

□...... 7اور8/جمادی الاولیٰ بروز اتوار اور پیر مفتی صاحب مدیر، کا اپنے برادرِ نسبتی مولانا قاری فضل الحکیم صاحب کے برخوردار حافظ عبدالعزیز صاحب کے نکاح اور ولیمہ کی دعوت میں جانا ہوا۔

□...... 16/جمادی الاولیٰ بروز پیر، بعد مغرب بندہ محمد ناصر کی بھانجی بنتِ خالد اقبال صاحب (خیابان سرسید، راولپنڈی) کا انتقال ہوا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت کاملہ فرمائے۔

---

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۵۸ ''گلا اور حلق کے امراض''﴾

ان غذاؤں سے جسم سے گرمی خشکی کا اخراج ہو کر صفراء بذریعہ بول خارج ہو جائے گا۔اس کے علاوہ صفراء کی زیادتی کے امراض میں اسپغول کی کھیر نہایت فائدہ مند ثابت ہوئی ہے،اس کی تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ ثابت اسپغول ایک بڑا چمچ، آدھا کلو دودھ میں ڈال کر بالکل نرم آگ پر رکھیں، حسبِ ضرورت چینی ڈال لیں، جب دودھ پک کر آدھا رہ جائے، تو نیم گرم پی لیں، معدہ اور آنتوں کے السر کے مریض کا ورم بہت جلد ٹھیک ہو جاتا ہے، اگر السر سے خون آ رہا ہو، تو اس کھیر کے چند مرتبہ کے استعمال سے خون بند ہو جاتا ہے،اس کے علاوہ یہ کھیر صفراء کو زائل کرتی ہے، دماغ کی گرمی نکالتی ہے، اور دماغ کو تیز کرتی ہے، گرمی کے اکثر امراض کے لئے یہ کھیر مفید ہے، اس کے علاوہ بھی اس کھیر کے بے شمار فوائد ہیں، جسم میں جب گرمی خشکی کی وجہ سے صفراء کی زیادتی ہو جائے، تو یہ کھیر صفراء کے ازالہ کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: حاذق، از حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب مرحوم، علاج الامراض، جلد اول، از پروفیسر حکیم محمد اشرف شاکر صاحب مرحوم)

www.idaraghufran.org